قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

جمعرات 24 مارچ 2022ء | 21 شعبان 1443 ہجری قمری | 24 امان 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 72

فرمانِ رسول ﷺ

میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا کہ کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے تو آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت عائشہؓ نے حیران ہو کر عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی کوئی شیطان لگا ہوا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ مگر خدا نے مجھے شیطان پر غلبہ عطا فرمایا ہے حتیٰ کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہو چکا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب صفة القیامة والجنة والنار باب تحریش الشیطان)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

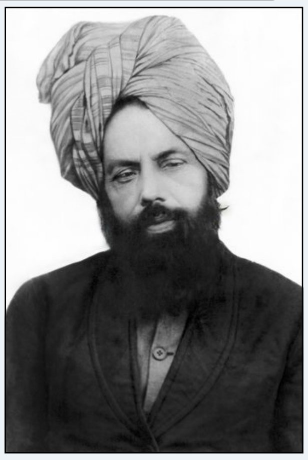

خدا نے شیطان کیوں بنایا؟

پھر مضمون پڑھنے والے نے بیان کیا کہ خدا نے شیطان کو کیوں بنایا اُس کو سزا کیوں نہ دی؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات ہر ایک کو ماننی پڑتی ہے کہ ہر ایک انسان کے لئے دو جاذب موجود ہیں یعنی کھینچنے والے۔ ایک جاذبِ خیر ہے جو نیکی کی طرف اُس کو کھینچتا ہے۔ دوسرا جاذبِ شر ہے جو بدی کی طرف کھینچتا ہے جیسا کہ یہ امر مشہود و محسوس ہے کہ بسا اوقات انسان کے دل میں بدی کے خیالات پڑتے ہیں اور اُس وقت وہ ایسا بدی کی طرف مائل ہوتا ہے کہ گویا اُس کو کوئی بدی کی طرف کھینچ رہا ہے اور پھر بعض اوقات نیکی کے خیالات اس کے دل میں پڑتے ہیں اور اُس وقت وہ ایسا نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے کہ گویا کوئی اُس کو نیکی کی طرف کھینچ رہا ہے اور بسا اوقات ایک شخص بدی کر کے پھر نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نہایت شرمندہ ہوتا ہے کہ میں نے بُرا کام کیوں کیا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی کو گالیاں دیتا اور مارتا ہے اور پھر نادم ہوتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ یہ کام میں نے بہت ہی بیجا کیا اور اُس سے کوئی نیک سلوک کرتا ہے یا معافی چاہتا ہے سو یہ دونوں قسم کی قوتیں ہر ایک انسان میں پائی جاتی ہیں اور شریعت اسلام نے نیکی کی قوت کا نام لمّہ ء ملک رکھا ہے اور بدی کی قوت کو لمّہ ء شیطان سے موسوم کیا ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 293)

’’یہ دونوں قوتیں جو ہر ایک انسان میں موجود ہیں خواہ تم ان کو یا دو قوتیں کہو اور یا روح القدس اور شیطان نام رکھو مگر بہرحال تم ان دونوں حالتوں کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے اور ان کے پیدا کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا انسان اپنے نیک اعمال سے اجر پانے کا مستحق ٹھہر سکے کیونکہ اگر انسان کی فطرت ایسی واقع ہوتی کہ وہ بہرحال نیک کام کرنے کے لئے مجبور ہوتا اور بد کام کرنے سے طبعاً متنفر ہوتا تو پھر اس حالت میں نیک کام کا ایک ذرہ بھی اس کو ثواب نہ ہوتا کیونکہ وہ اس کی فطرت کا خاصہ ہوتا۔ لیکن اس حالت میں کہ اس کی فطرت دو کششوں کے درمیان ہے اور وہ نیکی کی کشش کی اطاعت کرتا ہے اس کو اس عمل کا ثواب مل جاتا ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 حاشیہ صفحہ 294)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ قَالَ الشَّیۡطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الۡاَمۡرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمۡ وَعۡدَ الۡحَقِّ وَ وَعَدۡتُّکُمۡ فَاَخۡلَفۡتُکُمۡ ؕ وَ مَا کَانَ لِیَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُکُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِیۡ ۚ فَلَا تَلُوۡمُوۡنِیۡ وَ لُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِکُمۡ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِیَّ ؕ اِنِّیۡ کَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَکۡتُمُوۡنِ مِنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۲۳﴾

(ابراہیم: 23)

ترجمہ: اور شیطان کہے گا جبکہ فیصلہ نپٹا دیا جائے گا کہ یقیناً اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا جب کہ میں ہمیشہ تم سے وعدہ کرتا پھر خلاف ورزی کرتا رہا۔ اور مجھے تم پر کوئی غلبہ نصیب نہ تھا سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں بلایا تو تم نے میری دعوت کو قبول کر لیا۔ پس مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو۔ یقیناً میں اس کا انکار کرتا ہوں جو تم مجھے پہلے شریک بنایا کرتے تھے۔ یقیناً ظالم لوگ ہی ہیں جن کے لئے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

شیطان انسان کا ازل سے دشمن ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ اس لئے نہیں کہ اس میں ہمیشہ رہنے کی کوئی طاقت ہے۔ بلکہ اس لئے کہ انسان کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اسے یہ اختیار دیا تھا کہ وہ آزاد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس کے بندے شیطان کے حملے سے محفوظ رہیں گے۔ شیطان کی یہ دشمنی کوئی کھلی دشمنی نہیں ہے کہ سامنے آ کر لڑ رہا ہے۔ بلکہ وہ مختلف حیلوں بہانوں سے، مکر و فریب سے، دنیاوی لالچوں کے ذریعہ سے انسان کی اَناؤں کو ابھارتے ہوئے انسانوں کو نیکیوں سے دُور لے جاتا ہے اور برائیوں کے قریب کرتا ہے۔ شیطان نے خدا تعالیٰ کو کہا تھا کہ جس فطرت کے ساتھ تُو نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جس طرح اس کی یہ فطرت ہے کہ دونوں طرف مڑ سکتا ہے تو اس کو میں اپنے پیچھے چلاؤں گا کیونکہ برائیوں کی طرف اس کا زیادہ رخ ہو گا۔ اگر تو مجھے اجازت دے تو میں ہر راستے سے اس پر حملہ کروں گا۔ ہر راستے سے اس کو بہکاؤں گا۔ اور سوائے وہ جو تیرے حقیقی بندے ہیں، خالص بندے ہیں تو وہ میرے حملے سے بچیں گے۔ ان پر تو میرا کوئی مکر، کوئی حملہ کارگر نہیں ہو گا۔ اس

بقیہ صفحہ 15 پر

اس شمارہ میں

ہر نام سے پہلے (منظوم)
کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ اور سرزمین امریکہ
طوالو آئی لینڈ کا مختصر تعارف اور اس میں احمدیت کا نفوذ
میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں دفاع اسلام کی مساعی پر ایک نظر
سپورٹس ریلی مجلس انصار اللہ ناروے

دربارِ خلافت

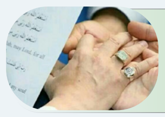

مَیں نے حضرت خلیفہ ثانیؓ کی بیعت کر لی اور پھر مَیں خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ سے اخلاص و محبت میں ترقی کرتا گیا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کڑکؓ جنہوں نے 1907ء میں بیعت کی فرماتے ہیں کہ زمانہ گزرتا گیا اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوگئی۔ نیروبی کے تمام احمدیوں نے اُس وقت حضرت خلیفہ ثانیؓ کی بیعت کر لی مگر مَیں اور محمد حسین صاحب بٹ مرحوم اور خواجہ قمرالدین صاحب مرحوم محروم رہے۔ اور ہم نے بیعت نہ کی۔ بعد ازاں مجھے ہندوستان جانے کا موقع ملا تو مَیں ملازمت سے الگ ہو گیا تھا۔لڑائی شروع ہوگئی اور مَیں ہندوستان میں رہا اور پھر وہیں ہندوستان میں مجھے میڈیکل کالج لاہور میں ہیڈ لیبارٹری اسسٹنٹ کی ملازمت مل گئی۔ اُن دنوں مَیں پیغام بلڈ نگ بہت جایا کرتا تھا اور طبیعت کا رجحان اور خیالات اہلِ پیغام کے ساتھ ہی تھے۔ وہاں نماز پڑھا کرتا اور درس بھی وہیں سنا کرتا اور وقتاً فوقتاً اختلافی مسائل پر تبادلہ خیالات بھی ہوتا رہتا تھا۔ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم سے مَیں نے ایک دفعہ دریافت کیا کہ اس اختلاف میں کون حق بجانب ہے۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب مرحوم نے کہا کہ سمجھدار لوگ تو سب ہمارے ساتھ ہیں۔ (جتنے بڑے بڑے سمجھدار ہیں وہ تو ہمارے ساتھ آ گئے ہیں۔) اُنہی دنوں مَیں حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ کی دوکان پر بھی جایا کرتا تھا۔ وہاں منشی محبوب عالم صاحبؓ جو آجکل راجپوت سائیکل ورکس کے پروپرائٹر ہیں اُن سے بھی ملا کرتا تھا اور اختلافی مسائل پر گرما گرم گفتگو ہوا کرتی تھی۔منشی صاحب کچھ سخت الفاظ بھی استعمال کیا کرتے تھے مگر مَیں سمجھتا تھا کہ منشی صاحب سخت کلامی کرتے ہیں۔ (یعنی عادت ہے، عادتاً کرتے ہیں) چنانچہ منشی صاحب نے ایک دفعہ مجھے کہا کہ تم پیغام بلڈنگ میں کیا کرنے جاتے ہو؟ مَیں نے کہا کہ قرآنِ مجید کا درس دینے جاتا ہوں۔ (میرا خیال ہے ”سننے جاتا ہوں“، ہونا چاہئے) کہنے لگے روزانہ وہاں جاتے ہو آج ہمارے ساتھ بھی قرآنِ مجید سننے کے لئے چلو۔ اُن دنوں نماز میاں چراغ الدینؓ صاحب مرحوم کے مکان پر ہوا کرتی تھی اور درس بھی وہیں ہوتا تھا جو حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ دیا کرتے تھے۔ جب مَیں پہلی دفعہ گیا تو پارہ ”سَیَقُوْلُ“ کے پہلے ہی رکوع کا درس تھا۔ (دوسرے پارے کا۔) مولانا راجیکیؓ صاحب ایک روانی کے ساتھ مستحکم اور مدلل طور پر قرآنِ مجید کی تفسیر کر رہے تھے جو مَیں نے اس سے پیشتر کبھی نہ سنی تھی۔ اُس وقت مولوی صاحب کی شکل کو جب مَیں نے دیکھا تو میرا خیال تھا کہ یہ شخص تو کوئی جاٹ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کیا درس دینا ہے؟ مگر میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب مَیں نے دیکھا کہ مولوی صاحب سے نکات و معارف کا دریا رواں ہے۔ چنانچہ مَیں نے منشی محبوب عالمؓ صاحب کے پاس بھی مولوی صاحب کی تعریف کی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تمہارے مولوی محمد علی صاحب نے بھی ان سے قرآن کا علم حاصل کیا ہے۔ اُن دنوں میں کچھ تذبذب کی حالت میں تھا کہ مَیں نے ایک رؤیا دیکھی کہ ایک مسجد ایسی ہے جیسی کہ بٹالہ کی جامع مسجد اور اس مسجد کے عین وسط میں بیٹھے ہوئے مجھے خیال آ رہا ہے کہ پانی کہیں سے لے کر وضو کر کے نماز پڑھیں۔ ادھر ادھر دیکھ

بقیہ صفحہ 11 پر

ہر نام سے پہلے

وہ حسن ہے ہر ماہ سے، گلفام سے پہلے
وہ در ہے ہمیں اپنے در و بام سے پہلے

ہم نامِ محمدؐ کی ثنا کرتے رہیں گے
یہ کام ہمارا ہے، ہر اِک کام سے پہلے

یہ دل ہے کہ اُس پیار میں مخمور ہے اتنا
یہ عشق چھلک جاتا ہے ہر جام سے پہلے

تم اُن کو بھلا ہم سے جدا کیسے کرو گے
وہ نام ہمارا ہے، ہر اِک نام سے پہلے

اُس راہ کا ہر زخم کہ تسکین ہے جاں کی
وہ پیارا ہے ہر چین سے، آرام سے پہلے

ہم اُس کی محبت میں یہ غم سہتے رہیں گے
یہ سوچ لیا ہم نے ہر انجام سے پہلے

بشارت محمود طاہر۔ جرمنی

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْهَدَمِ، وَاَعُوذُبِكَ مِنَ التَّرَدّی، وَاَعُوذُبِكَ مِنَ الْغَمِّ، وَالْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَاَعُوذُبِكَ اَنْ يَتَخَبَّطَنِى الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَاَعُوذُبِكَ اَنْ اَمُوتَ فِى سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَاَعُوذُبِكَ اَنْ اَمُوتَ لَدِيغًا

(مسند احمد: جلد 3 صفحہ: 427 ماخوز از خزینۃ الدعا صفحہ: 112)

ترجمہ: اے اللہ! میں کسی دیوار وغیرہ کے اوپر گرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ نیز میں تیری پناہ میں آتا ہوں (کہ کسی بلند جگہ) سے گر کر ہلاک ہوجاؤں۔ نیز میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ غم سے ہلاک کیا جاؤں یا ڈوب کر یا جل کر مرجاؤں یا مجھے بڑھاپے کی موت آئے۔ میں تجھ سے اس بات کی بھی پناہ چاہتا ہوں کہ موت کے وقت شیطان مجھے مخبوط الحواس کر دے۔ اور اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہو کہ تیری راہ میں پیٹھ پھیر کر مروں اور اس بات سے بھی کہ موذی جانور کے کاٹنے سے ہلاک ہو جاؤں۔

یہ سید ومولیٰ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی بری موت سے بچنے کی دعا ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح

یہ وہ عظیم الشان موضوع ہے جس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پاک الفاظ میں مختلف پہلوؤں اور زاویوں سے بڑی تفصیل سے اپنی کتب میں روشنی ڈالی ہے اور اتمام حجت کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپؑ کے پاک اور مقدس الفاظ میں اس مضمون کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالوں۔ وباللّٰہ التوفیق

اس مضمون کا ایک پہلو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں یوں بیان فرما دیا ہے کہ:

خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

کہ زمانہ کی آواز تو سنو کہ وقت خود پکار پکار کر کسی مسیحا کا منتظر اور متلاشی ہے جیسا کہ اپنے اس شعر میں بیان فرماتے ہیں۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

کہ آسمان کی آواز تو سنو جو مسیح کی آمد کا بگل بجا رہی ہے اور خوشخبری دے رہی ہے کہ مسیح آ گیا مسیح آ گیا۔ اسی طرح زمین بھی امام وقت کی آمد کا نقارہ بجا رہی ہے۔ مگر تم تعجب کی اتھاہ گہرائیوں میں گرفتار ہو

پھر اسی مضمون کو اپنے اس شعر میں یوں بیان فرمایا

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں یہ بیان فرمادیا کہ بحر و بر میں فساد برپا ہو چکا اور زمین ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نظارہ پیش کر رہی ہے اور تم ابھی تعجب و حیرانگی کے سمندر میں غوطے مار رہے ہو کہ یہ کیا ہو گیا اور مسیح موعود ہمیں خواب غفلت سے جگانے کیوں آ گیا؟

فرمایا:

’’خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لیے مامور فرمایا۔۔۔ وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا۔۔۔ وہ میں ہی ہوں۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3-4)

*پھر فرمایا:

’’درحقیقت یہ ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ شیطان اپنے تمام ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جاوے۔۔۔ اس لیے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لیے کوئی خدا کا مامور آوے پس وہ مسیح موعود ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 94-95)

*نیز فرمایا:

’’خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 251)

*پھر فرماتے ہیں۔

’’زمین بگڑ گئی اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے پر لوگوں کا ایمان نہیں رہا۔ ہونٹوں پر اس کا ذکر ہے لیکن دل اس سے پھر گئے ہیں اس لیے خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں۔۔۔ وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا ان سے ظاہر ہو گا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اسی کے اِذن سے ظاہر ہو رہے ہیں‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 7)

*حضور اقدس اپنی آمد کی غرض کا عظیم الشان روحانی فائدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لیے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں‘‘

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 13)

*ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

* نیز فرمایا:

’’میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا مگر اب اس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور بے ایمانوں کا منہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 619-620)

*اسی طرح ایک اور نقطہ نگاہ سے اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی۔

’’وہی ایک نبی ہے جس کے لیے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی غیرت دکھلاتا رہا ہے۔۔۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اس لیے خدا کی غیرت نے جوش مارا اور سب گزشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اس نے مسیح موعود کر کے بھیجا تا کہ میں اس کی نبوت کے لیے تمام دنیا میں گواہی دوں‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22صفحہ 618-619)

*’’کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح‘‘ کا ایک عظیم الشان پہلو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’میرے مقابل پر کسی مخالف کو تاب و تواں نہیں کہ اپنے دین کی سچائی ثابت کر سکے۔ میرے ہاتھ سے آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور میری قلم سے قرآنی حقائق اور معارف چمک رہے ہیں۔ اٹھو اور تمام دنیا میں تلاش کرو کہ کیا کوئی عیسائیوں میں سے یا سکھوں میں سے یا یہودیوں میں سے یا کسی اور فرقہ میں سے کوئی ایسا ہے کہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے اور معارف اور حقائق کے بیان کرنے میں میرا مقابلہ کر سکے۔ میں وہی ہوں جس کی نسبت یہ حدیث صحاح میں موجود ہے کہ اس کے عہد میں تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی۔ مگر اسلام کہ وہ ایسا چمکے گا جو درمیانی زمانوں میں کبھی نہیں چمکا ہو گا۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 267-268)

*ایک اور زاویہ نگاہ سے اس موضوع کو یوں بیان فرمایا کہ ہماری مجلس دنیاوی مجالس کی نسبت ایک عظیم اور روحانی اور خدا نما مجلس ہے پھر بھی تم لوگ میرے مسیح بننے پر تعجب کرتے ہو۔ فرمایا:

’’اس کے فضل و کرم سے ہماری مجلس خدا نما مجلس ہے۔ جو شخص اس مجلس میں صحت نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے تو میں یقین کرتا ہوں کہ اگر وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے گا۔‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 55)

*آپ علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسمان سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

’’یہ عجیب سخت دلی ہے جو سمجھ میں نہیں آتی۔ جبکہ میرے دعویٰ کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت میں کوششیں بھی ہو کر ان میں نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے؟۔۔۔ میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خوں ریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا۔ ان دونوں سے ہاتھ دھو لو یہ سب حسرتیں ہیں جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر میں لے جائیں گے۔۔۔ جو شخص آنا تھا وہ آ چکا وہ میں ہی ہوں جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے کہ تو نے کیوں ایسا کیا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 633)

*’’مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔۔۔ میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 210)

*’’اس زمانہ کے لوگوں کو میں کس سے تشبیہ دوں وہ اس بدقسمت کی طرح ہیں جس کی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا نہیں اور کان بھی ہیں پر سنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں۔ میں ان کے لیے روتا ہوں اور وہ مجھ پر ہنستے ہیں اور میں ان کو زندگانی کا پانی دیتا ہوں اور وہ مجھ پر آگ برساتے ہیں۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 619)

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
اس میں میرا جرم کیا جب مجھ کو یہ فرماں ملا
کون ہوں تا رد کروں حکم شہ ذی الاقتدار

(ابو سعید)

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ

الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اور سرزمین امریکہ (قسط 1)

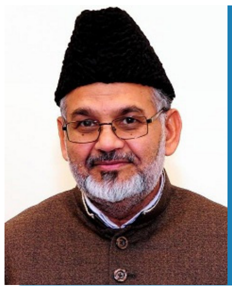

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تین مقامات پر سورۃ التوبہ آیت 33، سورۃ الفتح آیت 29 اور سورۃ الصف آیت نمبر 10 میں قریباً ایک ہی قسم کا مضمون بیان فرمایا ہے۔

سورۃ الفتح آیت نمبر 29 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

اس کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یوں بیان فرمایا ہے:

''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کر دے اور گواہ کے طور پر اللہ بہت کافی ہے۔''

اس آیت کی تشریح میں حضورؒ فرماتے ہیں کہ ''اس آیت میں اسلام کے دنیا کے سب ادیان پر غالب آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس آیت کے نزول کے وقت اہل مکہ پر بھی ظاہری غلبہ نصیب نہیں ہوا تھا پھر اس زمانے میں یہ پیشگوئی کہ اسلام کو تمام دنیا کے ادیان پر غالب کر دیا جائے گا۔ بے مثال عظمت کی حامل ہے۔''

سورۃ الصف کی آیت نمبر 10 کے ترجمہ اور تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔

''اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عالمی نبی ہونے کا وضاحت سے ذکر موجود ہے۔ یعنی آپ کسی ایک دین کے ماننے والوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے بلکہ تمام جہانوں میں ظاہر ہونے والے ہر دین کے پیروکاروں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور ان پر غلبہ پائیں گے''

حضورؒ نے اسی آیت کی تشریح میں تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا یہ حوالہ بھی درج فرمایا ہے:۔

''یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی''

(قرآن کریم اردو ترجمہ حضرت مرزا طاہر احمدؒ صفحہ 1026)

جماعت احمدیہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس غلبہ کا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اس دور میں ہونا مقدر ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا یہ بھی یقین ہے کہ اس زمانہ کا وہ موعود جس کی پیشگوئی موجود ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ ہیں۔ اور آپ نے ہی جماعت احمدیہ کی بنیاد 1889ء میں رکھی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ، امام مہدی و مسیح موعود نے جس سلسلہ کی بنیاد رکھی اسے جماعت احمدیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ کے قیام کی کیا ضرورت ہے۔ اب اس پر مختصر روشنی ڈالتا ہوں۔

سلسلہ احمدیہ کی غرض و غایت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:۔

''احمدیت بھی کسی نئے مذہب کا نام نہیں ہے اور نہ ہی بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ دعویٰ تھا کہ آپ کوئی نئی شریعت لائے ہیں بلکہ احمدیت کی غرض و غایت تجدید اسلام اور خدمت اسلام تک محدود ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کی بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح اور اسلام کی خدمت کے لئے مامور کیا ہے اور اسلام کی خدمت کے مفہوم میں اسلام کے چہرہ کو گرد و غبار سے صاف کرنا، اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا انتظام کرنا، اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابل پر غالب کرنا اور اسلام میں ہو کر دنیا کے غلط عقائد و اعمال کی اصلاح کرنا شامل ہے۔''

(سلسلہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 2 مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ)

حضرت بانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو 1898ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یوں الہام ہوتا ہے:

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''

(تذکرہ صفحہ 260)

لجۃ النور، روحانی خزائن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''وَ اَوْحٰى اِلَيَّ رَبِّيْ وَ وَعَدَنِيْ اَنَّهٗ سَيَنْصُرُنِيْ حَتّٰى يَبْلُغَ اَمْرِيْ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا وَتَتَمَوَّجُ بُحُوْرُ الْحَقِّ حَتّٰى يُعْجِبَ النَّاسَ حُبَابُ غَوَارِبِهَا''

(تذکرہ صفحہ 260)

ترجمہ: ''میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی اور وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے مدد دے گا یہاں تک کہ میرا کلام مشرق و مغرب میں پہنچ جائے گا۔ اور راستی کے دریا موج میں آئیں گے یہاں تک کہ اس کی موجوں کے حباب لوگوں کو تعجب میں ڈالیں گے۔''

پھر 1891ء کا ایک اور الہام یہ ہے:۔

''میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا''

(تذکرہ صفحہ 149)

حضرت مسیح موعودؑ نے جس وقت جماعت کی بنیاد رکھی۔ آپ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا نہ قادیان کے بارے میں لوگوں کو کچھ خبر تھی لیکن وہ خدا جس نے قرآن شریف میں پہلے سے ہی بیان فرما دیا تھا کہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کیا جائے گا۔ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہام کو کس شان سے پورا فرمایا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ یہ دراصل قرآن کریم کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک کھلا اور منہ بولتا ثبوت ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اب آئندہ ان سطور میں اس بات پر روشنی ڈالی جائے گی کہ یہ دعوت، یہ تبلیغ، یہ اسلام کا پیغام کیسے اور کس طرح ساری دنیا میں پھیلایا گیا۔ دراصل یہ الہام الٰہی میں یہاں پہلے سے موجود ہے کہ ''میں''۔ گویا سارا کام خدا تعالیٰ کی برکتوں، رحمتوں اور اس کے افضال کے ذریعہ ہی ہوگا اور ہوگیا ہے اور ہو رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں یہ بیان فرمایا ہے کہ آپؑ کے زمانہ مبارک ہی میں اسلام کا پیغام امریکہ، یورپ میں پہنچ چکا تھا۔ آپ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:۔

''ایسا ہی وہ بیس ہزار اشتہار جو انگریزی اور اردو میں چھاپے گئے اور پھر بارہ ہزار سے کچھ زیادہ مخالفین کے سرگروہوں کے نام رجسٹری کرا کر بھیجے گئے اور ملک ہند میں ایک بھی ایسا پادری نہ چھوڑا جس کے نام وہ رجسٹری شدہ اشتہار نہ بھیجے گئے ہوں۔ بلکہ یورپ اور امریکہ کے ممالک میں بھی یہ اشتہارات بذریعہ رجسٹری بھیج کر حجت کو تمام کر دیا گیا۔''

(ازالہ اوہام صفحہ 29 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپ اپنے ایک خواب کا یوں ذکر فرماتے ہیں:۔

''اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے۔ سو مَیں نے اِس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ مَیں نہیں مگر میری تحریریں اِن لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 377)

پس حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اس رؤیا کی صداقت عیاں ہے کہ آپ کے دو خلفاء حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ 38 سالوں سے مسلسل لندن اور یورپ کے تمام ممالک میں پہنچ کر اس الہام کی صداقت ظاہر کر دی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ نیز یہ کہ ان ممالک میں سفید پرندے خواہ وہ انگلینڈ کے ہوں یا ہالینڈ کے یا جرمنی کے یا ڈنمارک اور سوئٹزرلینڈ یا سپین کے سب خدا تعالیٰ کے فضل سے مذکورہ بالا کشف اور رؤیا اور خواب کی حقیقی تعبیر ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اور صرف یہی نہیں کہ آپ کے خلفاء نے یورپ کے ممالک میں پہنچ کر اس الہام کی صداقت پر مہر ثبت کر دی ہے بلکہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات بھی ان ممالک سے شائع کی جارہی ہیں۔ خصوصاً اسلام آباد یوکے میں جو پریس لگایا گیا ہے اس کے ذریعہ سے آپ کی تحریرات دنیا کے سب ممالک میں پہنچائی جارہی ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خلافت اولیٰ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات 26 مئی 1908ء کو ہوئی اور آپ کی وصیت اور خدائی بشارت کے تحت آپ کے بعد خلافت کا بابرکت نظام جماعت میں 27 مئی 1908ء سے جاری ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ میں اس "بنیاد" کے مطابق جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کے مطابق کام جاری فرمایا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے میں انہی بنیادوں پر مزید کام ہوا۔

اس الہام کا یہ مطلب نہیں تھا کہ باہر کی دنیا میں ہی یہ پیغام جائے گا بلکہ اس کے اولین مخاطب خود ہندوستان کے لوگ تھے۔ چنانچہ اس ضمن میں جو کارہائے نمایاں حضرت خلیفۃ المسیح اول کے زمانہ میں ہوئے وہ بھی اسی الہام کے تحت ہیں۔

قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے لکھتے ہیں:

"حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی اغراض میں سے ایک غرض قرآنی علوم کی اشاعت تھی۔اس لئے جماعت احمدیہ میں قرآن شریف کو سمجھنے اور پھر اس کے علوم کو دوسروں تک پہنچانے کی طرف خاص توجہ تھی اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کے درس قرآن نے اس شوق کو اور بھی جلا دے دی تھی چنانچہ کئی احمدیوں نے قرآن شریف کی تفسیر لکھنے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اپنے رنگ میں اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق ان کو کامیاب کیا انہی کوششوں میں سے ایک کوشش مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی تھی۔مولانا موصوف سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک جید عالم ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے خاص صحابہ میں شامل ہیں انہوں نے صدر انجمن احمدیہ کے انتظام کے ماتحت حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ایک تفسیر اردو میں لکھنی شروع کی اور یہ کام حضرت خلیفہ اوّلؓ کے زمانہ میں بھی جاری رہا۔ یہ تفسیر بہت مفصل تھی مگر افسوس ہے کہ قریباً آٹھ پاروں کی تفسیر شائع ہو جانے کے بعد صدر انجمن احمدیہ اس مفید کام کو جاری نہیں رکھ سکی۔

(سلسلہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 317 مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ)

جماعت احمدیہ کا پہلا بیرونی مشن

آپؓ مزید فرماتے ہیں:

"حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے عہد مبارک کی ایک یادگار یہ بھی ہے کہ آپ کے زمانہ میں جماعت کا پہلا بیرونی تبلیغی مشن قائم ہوا۔ اس وقت تک براہ راست تبلیغ صرف ہندوستان تک محدود تھی اور بیرونی ممالک میں صرف خط و کتابت یا رسالہ جات وغیرہ کے ذریعہ تبلیغ ہوتی تھی۔ لیکن حضرت خلیفہ اوّل کے زمانہ میں آ کر جماعت کا پہلا بیرونی مشن قائم ہوا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ 1912ء کے نصف آخر میں خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی کو ایک مسلمان رئیس نے اپنے ایک مقدمہ کے تعلق میں اپنی طرف سے اخراجات دے کر ولایت بھجوانے کا انتظام کیا چنانچہ خواجہ صاحب موصوف 7/ ستمبر 1912ء کو انگلستان روانہ ہو گئے اور چونکہ ہر احمدی کو تبلیغ کا خیال غالب رہتا ہے خواجہ صاحب نے بھی اس سفر میں تبلیغ کی نیت رکھی اور ولایت کے قیام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں بعض تبلیغی لیکچر دیئے اور پھر آہستہ آہستہ وہیں ٹھہر کر اسی کام میں مصروف ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد خواجہ صاحب نے حضرت خلیفہ اوّل کی خدمت میں لکھا کہ مجھے کوئی نائب بھجوایا جائے۔حضرت خلیفہ اوّل نے چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے کو تجویز فرمایا اور چونکہ چوہدری صاحب انجمن انصار اللہ کے ممبر تھے جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے اس زمانہ میں تبلیغی اغراض کے ماتحت قائم کر رکھی تھی اور انصار اللہ کو پہلے سے بیرون ہند کی ایک تبلیغی سکیم مدنظر تھی اس لئے چوہدری صاحب کا خرچ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے انجمن انصار اللہ کی طرف سے برداشت کیا اور کچھ اپنے پاس سے اور اپنے دوستوں کی طرف سے ڈالا اور چوہدری صاحب موصوف 28/ جون 1913ء کو تبلیغ کی غرض سے ولایت روانہ ہو گئے۔

(الفضل مورخہ 2/ جولائی 1913ء)

اس طرح گویا چوہدری فتح محمد صاحب وہ پہلے احمدی مبلغ تھے جو احمدیوں کی طرف سے بیرون ہند میں خالص تبلیغ کی غرض سے بھیجے گئے۔ چوہدری صاحب نے کچھ عرصہ تک خواجہ صاحب کی معیت میں کام کیا اور اس عرصہ میں خواجہ صاحب موصوف نے بعض ذی اثر غیر احمدیوں کی امداد سے مسجد ووکنگ کی امامت کا بھی حق حاصل کر لیا مگر چونکہ خواجہ صاحب اور چوہدری صاحب کے خیالات اور طریق تبلیغ میں بہت فرق تھا اس لئے حضرت خلیفہ اوّل کی وفات پر یہ اتحاد قائم نہ رہ سکا اور چوہدری صاحب جلد ہی خواجہ صاحب سے الگ ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایات کے ماتحت مستقل حیثیت میں کام کرنے لگے اور ووکنگ کو چھوڑ کر اپنا مرکز لندن میں قائم کر لیا"

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 319 تا 321)

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اےؓ

خلافت ثانیہ میں اس الہام کا ایک دوسرے الہام کے ساتھ تعلق

اب خاکسار حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا کی تفصیلی تشریح اور اس کے پورا ہونے کے لئے حضور کے ہی ایک اور الہام کے ساتھ ملا کر اس کی مزید تفصیل اور توضیح حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے 20 فروری 1886ء کو جو "پیشگوئی مصلح موعود" بیان فرمائی تھی اس کے الفاظ میں یہ بھی الہامی الفاظ ہیں کہ "اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔

(تذکرہ صفحہ 111)

یہ پیشگوئی اپنی پوری شان کے ساتھ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وجود میں پوری ہوئی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جب 1944ء میں اپنے "مصلح موعود" ہونے کا اعلان فرمایا تو اس سے قبل آپؓ نے جماعت کے نام ایک پیغام دیا جس میں دیگر امور کے علاوہ یہ بھی آپؓ نے لکھا کہ:۔ "حضرت مسیح موعودؑ نے ایک رحمت کے نشان کی خبر دی تھی۔جس کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اسی جگہ آج یہ اعلان کیا جائے گا کہ وہ پیشگوئی نہایت شان کے ساتھ پوری ہو گئی ہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 579 ایڈیشن 2007ء قادیان)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس غرض کے لئے پہلا جلسہ ہوشیار پور میں کیا جو 20 فروری 1944ء کو ہوا۔ جلسہ گاہ میں یہ الہامی فقرے موٹے حروف میں لکھ کر نمایاں جگہ پر آویزاں کئے گئے تھے۔

"خدا تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا"

"وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 583 ایڈیشن 2007ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے شرح و بسط کے ساتھ پیشگوئی مصلح موعود پر روشنی ڈالی اور اس میں یہ بھی فرمایا کہ "میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے کشفی حالت میں کہا اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ...... پس میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 585-586)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کی اس پہلی پُرمعارف تقریر کے بعد مبلغین سلسلہ کی بھی باری باری مختصر تقریریں ہوئیں (حاشیہ: یہ تقریریں "الفضل" 25 تبلیغ/ فروری تا 2 امان/ مارچ 1322ہش/ 1944ء میں چھپ گئی تھیں) جن میں اس امر پر روشنی ڈالی گئی کہ 20 فروری 1886ء کی پیشگوئی میں جو یہ بشارت دی گئی تھی کہ "خدا تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا"۔ سیدنا امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کے ذریعہ وہ بڑی شان وعظمت کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔

اس تقریب پر جن اصحاب نے تقریریں کیں ان کے نام یہ ہیں:

1. حضرت چودھری فتح محمد صاحبؓ سیال ایم۔اے (انگلستان)

2. حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ ایم۔ اے (جرمنی)
3. جناب محمد ابراہیم صاحب ناصر بی۔ اے۔ بی۔ ٹی (ہنگری)
4. حضرت مولوی محمد دین صاحب (شمالی امریکہ)
5. مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور (انچارج تحریک جدید)(برائے مولوی رمضان علی صاحب ارجنٹائن جنوبی امریکہ، ملک عزیز احمد صاحب سروبایا، سید شاہ محمد صاحب جاوا، مولوی غلام حسین صاحب ایاز۔ ملایا)
6. حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ (سیرالیون گولڈ کوسٹ۔ نائیجیریا)
7. مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل (مصر)
8. حضرت مولوی عبدالمغنی صاحبؓ (برائے شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل مشرقی افریقہ، مولوی رحمت علی صاحب، مولوی محمد صادق صاحب، مولوی عبدالواحد صاحب مبلغین جاوا سماٹرا)
9. حضرت صوفی حافظ غلام محمد صاحبؓ بی۔ اے (ماریشس)
10. مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری (فلسطین)
11. حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ (شام)
12. مولوی ظہور حسین صاحب (روس)
13. حکیم مولوی عبداللطیف صاحب (برائے محمد رفیق صاحب مرحوم مجاہد تحریک جدید کاشغر)
14. حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ (برائے حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحبؓ شہید۔ ایران)
15. جناب عبدالاحد خاں صاحب افغان (کابل)
16. جناب محمد زہدی صاحب (سٹریٹ سٹلمنٹ)
17. مولوی عبدالواحد صاحب (چین)
18. صوفی عبدالقدیر صاحب (جاپان)

ان تقریروں کے دوران جب کسی ملک میں تبلیغ اسلام اور اشاعت احمدیت کے واقعات بیان کئے جاتے تو ساتھ ہی اس ملک کا نام بھی جلی حروف میں احباب کے سامنے لٹکا دیا جاتا۔

حضرت سیدنا المصلح الموعودؓ کی تقریر کا تتمہ

ان تقریروں کے بعد حضرت سیدنا المصلح الموعودؓ نے آخری خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’اس وقت مختلف ممالک کے مبلغین نے آپ لوگوں کو بتایا ہے کہ کس طرح دنیا کے کناروں تک میرے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور احمدیت کا نام پہنچایا۔ مغرب کے انتہائی کناروں یعنی شمالی امریکہ وغیرہ سے لے کر مشرق کے انتہائی کناروں یعنی چین اور جاپان وغیرہ تک اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کا نام اور اس کی تعلیم پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اسی طرح ایشیاء اور یورپ کے مختلف علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے میرے بھیجے ہوئے مبلغین کے ذریعہ لوگوں کو اسلام اور احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ اور ساتھ ہی آپ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ میرا ایک لڑکا ہوگا جو زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا جس کے معنے یہ تھے کہ وہ پہلی پیشگوئی جو زمین کے کناروں تک تبلیغ پہنچنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ میرے اس لڑکے کے ذریعہ پوری ہوگی جس نے زمین کے کناروں تک شہرت حاصل کرنی ہے ...... اور پھر وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے میرے مبلغوں کے ذریعہ جاپان سے لے کر شمالی امریکہ تک تمام دنیا میں اس سلسلہ کو پھیلانا شروع کر دیا بلکہ ہر ملک کے افراد کو اس میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ ان میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے مگر اب وہ آپؐ پر درود اور سلام بھیجتے ہیں اور صبح شام آپ ﷺ کے مدارج کی بلندی کے لئے دعائیں کرتے ہیں ہزاروں ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نام تک سے ناآشنا تھے مگر خدا تعالیٰ میرے ذریعہ سے ان لوگوں کو اپنے آستانہ پر لے آیا۔ صرف خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے تمام روکوں کو دور کیا اور صرف خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے اپنے کلام کو پورا کرنے کے لئے زمین کے کناروں تک اسلام اور احمدیت کا نام میرے ذریعہ سے پہنچا۔ پس یہ پیشگوئی جس مقام سے کی گئی تھی اسی مقام کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اعلان آپ لوگوں کے سامنے کر دیا گیا ہے تا کہ آپ لوگ گواہ رہیں کہ خدا کی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی‘‘۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 586تا 588)

جلسہ لاہور

جلسہ ہوشیار پور کے بعد 12 مارچ 1944ء کو لاہور میں پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق دوسرا جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد المصلح الموعود کی پہلی تقریر کے بعد مبلغین سلسلہ نے اختصار کے ساتھ وہ تبلیغی کارنامے پیش کئے جو المصلح الموعود کے زمانہ میں حضورؓ کی زیر ہدایت انہوں نے انجام دیئے اور جن کی وجہ سے نہ صرف المصلح الموعود نے زمین کے کناروں تک شہرت پائی بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی دنیا کے کناروں تک پہنچا۔ چنانچہ انگلستان کے متعلق حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے ناظر اعلیٰ نے، سپین، اٹلی، ہنگری، البانیہ، یوگوسلاویہ، پولینڈ، زیکوسلویکیہ اور جنوبی امریکہ کے متعلق مولوی عبدالرحمٰن صاحب انچارج تحریک جدید نے، جرمنی کے متعلق ملک غلام فرید صاحب ایم نے، شمالی امریکہ کے متعلق حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے، البانیہ کے متعلق جناب مولوی محمد دین صاحب (شہید) کی بجائے جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم نے، سیرالیون، گولڈ کوسٹ، نائیجیریا کے متعلق حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ نے، مصر کے متعلق مولوی محمد سلیم صاحب نے، کینیا کالونی، یوگنڈا اور ٹنگا نیکا کے متعلق حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحبؓ ناظر دعوۃ و تبلیغ نے، سیلون اور ماریشس کے متعلق حضرت مولوی عبدالرحیم صاحبؓ نیر نے، فلسطین کے متعلق مولوی ابوالعطاء صاحب نے، شام کے متعلق حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ نے، روس کے متعلق مولوی ظہور حسین صاحب بخارا و روس نے مختصر تقاریر کیں۔

آخر میں حضرت مصلح موعودؓ دوبارہ کھڑے ہوئے اور آپ نے بڑے جلال کے ساتھ فرمایا: ’’میں ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعودؓ ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 595-596 مطبوعہ 2007ء)

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی شہادت

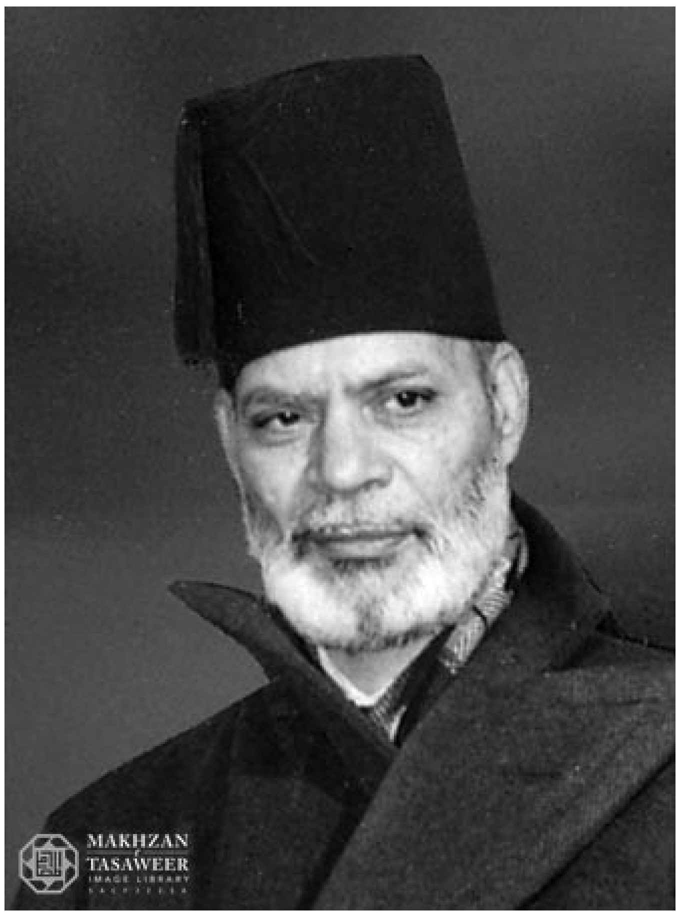

خاکسار نے بتایا ہے کہ اس الہام کی صداقت کے لئے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا تو جلسہ ہوشیار پور اور جلسہ لاہور کے بعد جلسہ لدھیانہ میں بھی ہوا۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تقریر کے بعد آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے بھی برعایت وقت تقریر فرمائی اور اس الہام ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کے بارے میں اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات کا ذکر فرمایا۔ قارئین کے استفادہ کے لئے یہ حصہ بھی درج کیا جاتا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے یہ توفیق بخشی اور اس کے لئے مواقع بہم پہنچائے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچا ہوا اور آپ کی تعلیم کو (کہ وہ حقیقی اسلام ہے اور اسی کو پھیلانے کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا) پھیلے ہوئے دیکھا۔ چین کے مغربی علاقہ میں جہاں آج کل چینیوں کی حکومت ہے، احمدیت کی اشاعت کو دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا۔ گو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں احمدیت پھیلانے والا میں ہی تھا۔ وہاں ایک واقعہ پیش آیا۔ جب مجھے پہلی دفعہ اسلام پر تقریر کرنے کا موقعہ ملا تو ایک صاحب جو ہمارے ہی عملہ میں سے

تھے اور احمدیت کے سخت مخالف تھے انہوں نے کہا کہ اگر اسلام یہ ہے اور یہی احمدیت ہے تو میں احمدیت میں داخل ہوتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے احمدیت قبول کر لی۔

دوسرا ملک جہاں میں اپنے احمدی دوستوں سے ملا وہ عراق ہے۔ وہاں مجھے احمدی مبلغین کا کام دیکھنے کا موقع تو نہیں ملا مگر وہاں کے احمدی دوستوں سے ملا اور حالات سنے۔ پھر مصر میں قاہرہ کے مقام پر دو دفعہ مصری اور شامی احمدی دوستوں سے ملا۔ اپنے احساسات پیش کئے اور ان سے حالات سنے۔

مغربی افریقہ کے ملک نائیجیریا میں دوبار گیا۔ وہاں کے احمدی مبلغ سے حالات سنے۔ مشورہ بھی دیا۔ دوسری دفعہ جب میں گیا تو وہاں کے مرکزی شہر لیگوس میں مسجد احمدیہ کی تعمیر کے لئے سنگِ بنیاد رکھنے کا شرف مجھے دیا گیا۔ گولڈ کوسٹ میں احمدی مبلغ سے ملنے کا مجھے اتفاق نہیں ہوا۔ میں گورنر کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا اور ہمارے مبلغ علاقہ میں تھے۔ البتہ ٹیلیفون پر ان سے گفتگو کی اور اس میں تبلیغ احمدیت کا ذکر آیا۔ جنوبی امریکہ میں برازیل اور گی آنا میں جہاں مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنے والے لوگ دیکھے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے والے بھی موجود تھے۔

1933ء اور پھر 1942ء میں مجھے شمالی امریکہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ شکاگو میں میں نے احمدی مبلغ کا کام بھی دیکھا خود بھی تقریریں کیں۔ شکاگو اور دوسرے مقامات پر وہاں کے احمدی دوستوں سے ملاقاتیں بھی کیں۔ شکاگو میں احمدیہ مسجد ہے۔ وہاں امریکنوں کو تبلیغ بھی کی۔

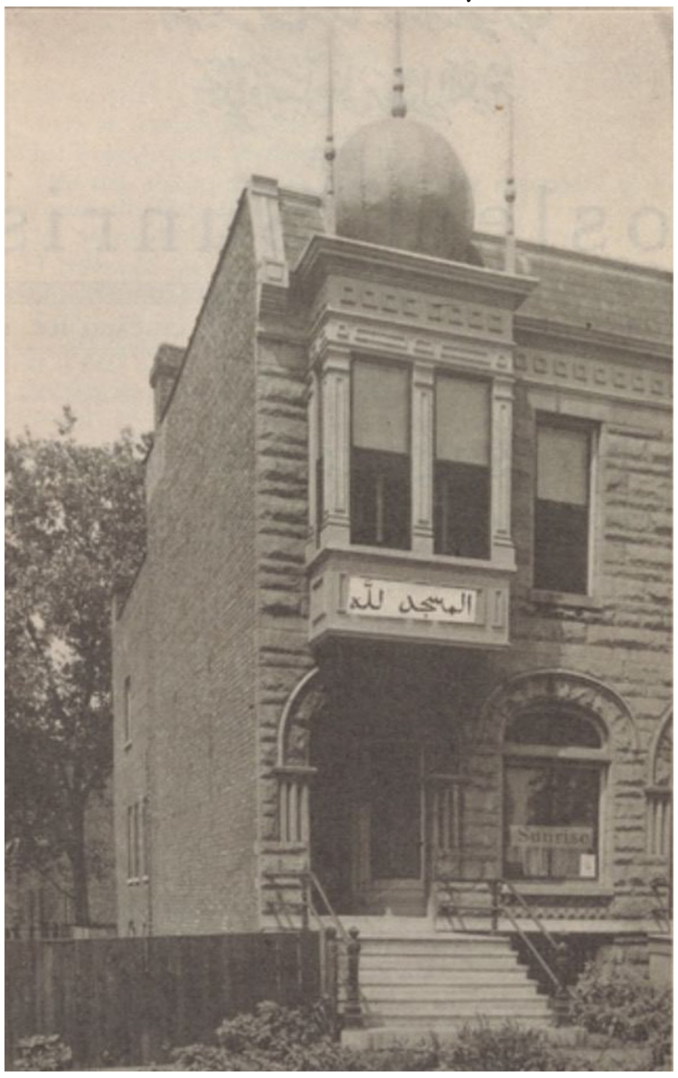

انگلستان میں کئی بار خدا تعالیٰ نے احمدیت کی اشاعت کے دیکھنے کا موقعہ دیا۔ وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کا کامیاب مشن ہے۔ مشن ہاؤس ہے۔ مسجد ہے۔ مجھے بھی جب میں وہاں جاتا ہوں کام کرنے کا موقع ملتا ہے۔ پولینڈ میں 1937ء میں احمدی مبلغ سے ملاقات کی۔ وہاں کے حالات کا مشاہدہ کیا اور تقریر کی۔ ہنگری کے بوڈاپسٹ شہر میں اور اٹلی میں بھی اپنے مبلغوں سے ملنے اور جن لوگوں کو وہ اپنے ساتھ لائے ان کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔

اس لحاظ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے چاروں براعظموں میں مَیں نے اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام اور آپ کی تعلیم کو پھیلتے ہوئے دیکھا اور ان ممالک کے لوگوں کو اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے پایا۔ جس کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ الحمدللّٰہ علی ذالک

(الفضل 28 مارچ 1944ء)

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 605-606)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی یہ شہادت کہ آپ نے 1944ء تک دنیا کے 4 براعظموں میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا یہ نشان دیکھ لیا کہ آپ کی تعلیم پر لوگوں کو عمل کرتے دیکھا۔ اور آپ کے نام اور پیغام کو ان چاروں براعظموں سے پھیلتے دیکھا ایک عظیم الشان گواہی ہے۔

1944ء کے بعد میں اب ان واقعات کا ذکر کرتا ہوں جب جماعت احمدیہ نے اپنی صدسالہ جوبلی منائی۔ اس وقت تک کے اعداد و شمار بھی آپ کی خدمت میں رکھنا چاہوں گا۔ اور یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانہ خلافت کی بات ہے اور آخر میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زرّیں عہد میں جو فتوحات، ترقیات اور ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' جو آسمانی نظارہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ اس کی کچھ تفصیلات عرض ہوں گی۔ لیکن اس سے قبل ایک بڑی دلچسپ بات جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے ایک خطاب میں بیان فرمائی ہے۔ عرض کرنے لگا ہوں۔

ایک دلچسپ حقیقت

یہ تو الٰہی سلسلہ کے مقدر میں ہے کہ کامیابی بالآخر ان کے قدم چومتی ہے۔ لیکن کامیابی یوں ہی نہیں مل جایا کرتی۔ اس کے لئے جگر کا خون بہانا پڑتا ہے۔ ہر قسم کی تکالیف اور مصائب اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو یہ الہام ہوا کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اس وقت جماعت کی کیا حالت تھی گنتی کے چند لوگ تھے۔ اور بس جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو ملنے قادیان آتے۔ بٹالہ کے سٹیشن پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو آپ کے اشد ترین مخالف تھے وہ قادیان آنے والوں کو روکتے تھے۔ یہی واقعہ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''ہمارے ہاں ایک ملازم ہوا کرتا تھا پیرا اُس کا نام تھا وہ بالکل اَن پڑھ اور جاہل تھا۔ نماز تک اُسے یاد نہیں ہوتی تھی بیسیوں دفعہ اُسے یاد کرائی گئی مگر وہ ہمیشہ بھول جاتا۔ اُسے کبھی تاریں دے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بٹالہ بھجوادیا کرتے تھے یا کوئی بلٹی آتی تو اُسے چھڑوانے کے لئے اُسے بٹالہ بھجوا دیا جاتا۔ ایک دفعہ اِسی طرح وہ کسی کام کے سلسلہ میں بٹالہ گیا ہوا تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب اُسے مل گئے مولوی صاحب کی عادت تھی کہ وہ اسٹیشن پر جاتے اور لوگوں کو قادیان جانے سے روکا کرتے ایک دن انہیں اور کوئی آدمی نہ ملا تو پیرے کو ہی انہوں نے پکڑ لیا اور کہنے لگے۔ پیرے تم مرزا صاحب کے پاس کیوں رہتے ہو وہ تو کافر اور بے دین ہیں۔ وہ کہنے لگا مولوی صاحب میں تو پڑھا لکھا آدمی نہیں نماز تک مجھے نہیں آتی کئی دفعہ لوگوں نے مجھے سکھائی ہے مگر مجھے یاد نہیں ہوتی پس مجھے مسائل تو آتے ہی نہیں لیکن ایک بات ضرور ہے جو میں نے دیکھی ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے وہ کیا؟ پیرے نے کہا میں ہمیشہ تاریں دینے یا بلٹیاں لینے کے لئے بٹالے آتا رہتا ہوں اور جب بھی یہاں آتا ہوں آپ کو یہاں پھرتے اور لوگوں کو ورغلاتے دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص قادیان نہ جائے۔ مولوی صاحب! اب تک آپ کی اس کوشش میں شائد کئی جوتیاں بھی گھس گئی ہوں گی مگر کوئی شخص آپ کی بات نہیں سنتا۔ دوسری طرف میں دیکھتا ہوں کہ مرزا صاحب اپنے حجرے میں بیٹھے رہتے ہیں اور پھر بھی ساری دنیا اُن کی طرف کھنچی چلی جاتی ہے۔ آخر اُن کے پاس کوئی سچائی ہے تبھی تو ایسا ہو رہا ہے ورنہ لوگ آپ کی بات کیوں نہ سنتے۔''

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 211-212)

دراصل یہ وہی صداقت ہے جس کا ذکر اس الہام میں ہے کہ ''میں'' گویا خود خدا تعالیٰ یہ کام کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت شامل ہوگی اور کسی کی کوئی مخالفت اس پیغام کو دنیا تک پہنچانے میں رکاوٹ نہ بنے گی۔ ان شاءاللہ

سو سال میں دنیا کے کناروں تک

آیئے! اب ہم دیکھتے ہیں کہ جب جماعت کی ابتدائی حالت تھی اس وقت کس طرح یہ پیغام پہنچا اور آج سو سال گذرنے پر خدا تعالیٰ نے کس طرح جماعت کو ترقیات پر ترقیات عنایت فرمائی ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ واقعۃً خدا تعالیٰ کا غیبی ہاتھ ہے جس نے یہ پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچایا۔ فالحمدللّٰہ علی ذالک

جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی گذر چکی ہے اس عرصہ میں جماعت نے محض اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے انتہائی نامساعد حالات اور ہر قسم کی مخالفت کے باوجود دنیا کے ہر خطے میں حیران کن ترقی کی ہے۔ جس کی ایک جھلک پیش ہے۔

اس وقت تک خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ایک سو بیس ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔

دنیا کے 45 ممالک میں جماعت کے مرکزی واقفین زندگی مبلغین کام کر رہے ہیں۔

وہ ممالک جن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہے۔
ان ممالک میں سے کچھ ممالک کے نام یہ ہیں:

برِّاعظم افریقہ

غانا، نائیجیریا، سیرالیون، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، بینن، کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، زیمبیا، زمبابوے، زائر، ماریشس، ساؤتھ افریقہ، سینگال، بورکینا فاسو، ملاوی، کموروز، مالی، گنی بساؤ، موریطانیہ، ٹوگولنڈ، روانڈا، برونڈی، انگولا، تیونس، نائیجر، گنی، مڈغاسکر، صومالیہ، کیمرون، مراکش، الجزائر، سوڈان، ایتھوپیا، کانگو، موزمبیق، گیبون

برِّاعظم امریکہ

امریکہ، کینیڈا، گیانا، ٹرینیڈاڈ، سرینام، برازیل، ڈومینیکن آف ریپبلک، گوئٹے مالا، ارجنٹائن۔

یورپ

بلجیئم، ڈنمارک، فرانس، مغربی جرمنی، ہالینڈ، ناروے، سوئٹزرلینڈ، سویڈن، سپین، برطانیہ، آئرلینڈ، یوگوسلاویہ، آسٹریا، پولینڈ، پرتگال، یونان، اٹلی، روس، فن لینڈ، لکسمبرگ۔

ایشیاء

پاکستان، انڈونیشیا، ملائیشیا، بھارت، بنگلہ دیش، پاپوانیوگنی، سنگاپور، تھائی لینڈ، جاپان، برما، سری لنکا، نیپال، بھوٹان، فلپائن، ایران، ترکی، افغانستان، چین، جنوبی کوریا، مالدیپ، برونائی، ہانگ کانگ، اور مشرق وسطی کے ممالک۔

جزائر بحرالکاہل بشمول برّاعظم آسٹریلیا

آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی، ویسٹ سموا، طوالو، ٹونگا، کیری باس، نورو، سالمن جزائر، وانوتلی۔

• بنگلہ دیش، بھارت اور پاکستان کے علاوہ دنیا میں کل 1864 مقامات پر جماعت احمدیہ قائم ہوچکی ہے۔

• بیرون پاکستان کل مشن ہاؤسز کی تعداد 301 ہے۔

• بیرون پاکستان جماعت احمدیہ کی بیوت الذکر کی تعداد 1245 ہے۔

نوٹ:۔اس تعداد میں پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش کے مشن ہاؤسز اور بیوت الذکر شامل نہیں جن کی تعداد کئی گنا زیادہ ہے۔

• برّاعظم افریقہ کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے 28 ہسپتال خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

• برّاعظم افریقہ میں 40 سیکنڈری سکول خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

• دنیا کے مختلف ممالک میں 205 پرائمری سکول خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

• جماعت احمدیہ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے صد سالہ جوبلی کے موقع پر دنیا کی پچاس مختلف زبانوں میں سارے قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنے کی سعادت پائی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

کچھ کے نام یہ ہیں:۔

انگریزی، سواحیلی، فرانسیسی، اسپرانٹو، جرمن، اٹالین،لوگنڈا، فجین، ڈچ، ہندی، گورمکھی، رشین، یوروبا، سپینش، ڈینش، سویڈش، انڈونیشین، کورین۔

1989ء میں جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کی مبارک تقریب کی مناسبت سے عالمی سطح پر جو پروگرام ترتیب دیا گیا تھا اس کا ایک اہم اور قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ جماعت احمدیہ اس موقع پر خدا تعالیٰ کے حضور سپاس گذاری اور اپنے جذبات تشکر کے اظہار کے طور پر ایک سو سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منتخب احادیث اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تحریرات کے منتخب اقتباسات کے تراجم شائع کرنے کی سعادت پائی۔

منتخب آیات، احادیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اقتباسات کے تراجم ایک سو سے زائد زبانوں میں شائع ہوئے جن میں سے صرف چند ایک کے نام یہ ہیں:۔

سموین (سمویا)، بالی (انڈونیشیا)، کاناڈا (انڈیا)، اشانٹی (غانا)، ایوی (غانا)، والی (غانا)، ٹونگا (ٹونگا جزائز)، کیریباسی (کیریباسی جزائر)، بگی (انڈونیشیا)، جاوانیز(انڈونیشیا)، کیکنبا (کینیا)، وولف (گیمبیا)، ایبو (نائیجیریا)، ٹمنی (سیرالیون)، ہنگرین(ہنگری)، رومانین(رومانیہ)، اکرانین (روس)، لوٹین (روس)، جارجین (روس)، ماوری (نیوزی لینڈ)، ماڈنگو (گیمبیا)، آئی رش (آئرلینڈ)، وائی (لائبیریا)، کریول (ماریشس)، چیلویا (زائر)، کزخ (روس)، منگولین(روس)، آرمینین(روس)، سربوکروٹیشین (یوگوسلاویہ)۔

جماعت احمدیہ کی وسعت اور اشاعت اسلام و قرآن کریم کے اس جائزہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آج سے تقریباً سو سال قبل بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام کو جو خبر دی تھی وہ پوری ہوچکی ہے۔ اور یہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ اور اشاعت قرآن کریم اور اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی بے نظیر اور بے مثال ہیں اور حضرت بانی سلسلہ کی سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور آج دنیا یہ نظارہ دیکھ رہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی مختلف قومیں ایک مذہب یعنی اسلام کے تابع ہوتی جارہی ہیں اور ایک ہی پیشوا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا پیشوا تسلیم کر رہی ہیں۔

(باقی کل ان شاءاللہ)

بقیہ: طوالو آئی لینڈ کا مختصر تعارف ...... از صفحہ 10

سے آپ کھلے عام آپ کسی کو اپنے مذہب کے بارے میں کچھ بتا نہیں سکتے اور یہ صرف اسلام کے لئے تھا کہ اگر کوئی سوال کرنا بھی چاہے تو اسکو اپنے گھر یا سینٹر پر بتاسکتے ہیں جس سے یہ تاثر ملے گا کہ یہ شخص خود اپنی دلچسپی کے ساتھ مذہب اسلام کے بارے میں کچھ سیکھنے آیا ہے اور ان حالات میں جماعت کی رجسٹریشن بھی معطل ہوگئی لیکن جماعت ممبران نے ہمت نہ ہاری اور ہر پلیٹ فارم پر آواز اُٹھائی اور ہر قانون کا دروازہ بھی کھٹکھٹایا بالآخر 2014ء میں کورٹ میں ایک بڑی ڈیبیٹ کے بعد کامیابی ہوئی اور ٹاؤن کونسل کو دوبارہ جماعت کی رجسٹریشن بحال کرنی پڑی۔اس ڈیبیٹ میں جماعت کے ممبران نے مذہبی لیڈروں کے سامنے انکی طرف سے کئے جانے والے سوالات پر دوسرے مسلمانوں سے مختلف عقیدہ اور جہاد کے بارے میں اپنا موٴقف واضح کیا اور یہ جوابات مکرم ادریس صاحب کی موجودگی میں جماعت کی سینئر لجنہ جو وہاں کی صدر لجنہ بھی ہیں مکرمہ حیلیا صاحبہ نے دیئے جو پارلیمنٹ میں گزشتہ 33 سال سے سروس کر رہی ہیں اسی طرح جماعت کی ایک اور سینئر لجنہ بھی موجود تھیں جو 1988 سے شعبہ سپورٹس میں معذور لوگوں کی ٹیچر مقرر ہیں اور ماشاءاللہ اچھا کام کر رہی ہیں۔

چنانچہ 23 مارچ 2015 کو یہاں پہلی مرتبہ جلسہ یوم مسیح موعودؑ بھی منعقد کیا گیا اور جس میں دیگر مذاہب کے نمائندگان اور کیتھولک چرچ کے پادری کو بھی دعوت دی گئی یوں 25 غیر از جماعت مہمان شامل ہوئے اور پھر اپریل 2015 میں ایک طوفان کے باعث اس ملک میں ہونے والی تباہی کے وقت مکرم ادریس صاحب نے خُدام کے ساتھ جاکر جماعت کی طرف سے خدمت خلق کے جذبے کے تحت دور دراز دوسرے جزائر پر بھی 70 کے قریب خاندانوں کو راشن پہنچایا جس کا ان لوگوں پر بہت گہرا اثر ہوا۔

تربیت کے اس ماحول کے پروان چڑھنے کے نتیجہ میں ستمبر 2015 میں طوالو خُدام کا ایک وفد فجی کے نیشنل اجتماع میں بھی شامل ہوا۔جس کے بعد 10 ستمبر 2015 کو فجی سے محترم احمد محمود صاحب امیرو مشنری انچارج اور مربی نعیم احمد اقبال صاحب طوالو میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس موقع پر جلسہ سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے ایک ایمان افروز معجزہ بھی دکھایا جس کا ذکر یہاں ضروری ہے کہ طوالو چونکہ سمندر کے درمیان ایک باریک لائن کی طرح ایک جزیرہ ہے جسکی وجہ سے زمین کا پانی تو استعمال کے قابل نہیں اسلئے بارش کے پانی سے ہی گزر بسر ہوتا ہے، چونکہ اس وقت طوالو میں سوکھا کا موسم تھا اور لوگوں کے ٹینک بالکل خالی ہو چکے تھے امیر صاحب کے جانے پر وہاں کے مبلغ ادریس صاحب نے اس پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے خصوصی دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ دعا کے بعد تھوڑی دیر میں ہی موسلادھار بارش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس قدر فضل فرمایا کہ پانی کے ٹینک بھی بھر گئے اور ساری کمی اور پریشانی بھی دور ہوگئی،اسکا وہاں کے عیسائی معزز مہمانوں پر بھی بڑا اثر ہوا اور یہ

پہلا جلسہ سالانہ جماعت طوالو

خبر سب لوگوں میں پھیل گئی کہ مسلمانوں کے مشنری نے دعا کروائی اور یہ رحمت برسی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ علیٰ ذٰلِکَ۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب جلسہ کے انعقاد کے ساتھ وہاں حکومتی افسران اور مذہبی لیڈروں سے بھی ملاقات کی، ذیلی تنظیموں کے تربیتی مقابلہ جات بھی ہوئے اور یوں یہ سلسلہ تربیت اور رابطے جاری ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس کے بعد سے یہ جلسہ کا سلسلہ جاری ہے اور 2018 تک ہر اس جلسہ میں شمولیت کے لئے فجی سے محترم امیر صاحب تشریف لے جاتے رہے۔ اسکے بعد کرونا کی وباء سے وہاں کے حالات سے بہت معلومات نہیں ملی ہیں۔

قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق اس الہٰی سلسلہ کو دنیا کے کناروں پر اپنی خاص تائید ونصرت سے نوازتا چلا جائے کہ اسکی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

طارق احمد رشید۔مربی سلسلہ جزائر فجی

طوالو آئی لینڈ کا مختصر تعارف اور اس میں احمدیت کا نفوذ

طوالو آئی لینڈز کا مختصر تعارف

اس ملک کا شمار بحرالکاہل کے جنوبی جزائر میں ہوتا ہے جو ہوائی اور آسٹریلیا کے درمیان میں واقع ہے، کرنسی بھی آسٹریلین ڈالر ہی استعمال ہوتی ہے۔یہ کل 9 جزائر پر مشتمل ملک ہے۔اور اس ملک کا نام بھی طوالو ہی اس لئے ہے کیونکہ انکی زبان میں طوالو کا مطلب ہے 8 اکٹھے کھڑے ہونا۔ اسکا دار الخلافہ فانوفوتی ہے اسکی کل آبادی 11 ہزار کے قریب ہے، آبادی کے لحاظ سے دنیا کا تیسرا اور رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا چوتھا چھوٹاملک ہے جو صرف 26 مربع کلو میٹر ہے۔اسکے ہمسایہ ممالک میں کریباس،ناؤرو،ساموواا ورفجی ہیں اور یہ ملک طوالو بھی ڈیٹ لائن کی دوسری طرف ہونے کی وجہ سے دنیا کا کنارہ کہلاتا ہے۔ یہ جزیرہ پہلی مرتبہ 1568ء میں دریافت ہوا تھا،اورطوالو کے لوگ 3000 سال قبل ساؤتھ امریکہ سے آئے تھے۔یہ ایک عیسائی ملک ہے جہاں 1861ء میں عیسائی مذہب پہنچا اس سے قبل یہ اپنے آباؤاجداد کی روحوں اور انکے مجسموں کو پوجتے تھے۔دراصل 1861ء میں کوکا آئی لینڈ سے چرچ کی ایک چھوٹی کشتی طوفان میں گھری لہروں کے باعث 8 ہفتوں بعدطوالو کے ایک چھوٹے سے جزیرے (ناکوکیلے) میں آ کر لگی جس میں ایک عیسائی پادری ایلیکا تا بھی سوار تھا جو ساموو ا برٹش کالج سے پڑھا ہوا تھا اس نے یہاں عیسائیت کا بیج بویا اور پھر یہاں پہلا عیسائی مشنری یورپ سے 1865ء میں آیا اور یہ مذہب پھرمضبوط ہوتا چلا گیا۔آج بھی یہاں عیسائیت 97 فیصد ہے، 1 فیصد بہائی 1.4 فیصد ملے جلے اور 0.4 فیصد صرف احمدیت ہے۔اور اس سے پہلے عام لوگ اسلام کے بارے میں بالکل بھی نہیں جانتے تھے۔

سیاسی اعتبار سے یہ ملک 1892ء تا 1916ء برٹش کے ماتحت تھا۔1916ء سے 1974ء تک اس میں دوسرے لوگ آکر آباد ہوتے رہے،پھر 1974ء میں گلبٹ آئی لینڈز کا ریفرینڈم ہوا اوریکم جنوری 1976ء میں کیریباس طوالو سے الگ ہوگیا۔ اورطوالو مکمل طور پریکم اکتوبر 1978ء میں آزاد ہوگیا۔اور پھرطوالو بھی 17 ستمبر 2000ء میں یہ یونائیٹڈ نیشن کا حصہ بن گیا۔

طوالو میں احمدی مساجد

طوالو میں جماعت احمدیہ کا پہلی مرتبہ نفاذ اور اس کی اصل حقیقت

1983ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فجی کا دورہ فرمایا تو یہ دورہ جہاں اللہ تعالیٰ کی بہت ساری رحمتوں، برکتوں اور فضلوں کو لایا وہاں حضورؒ کی رہنمائی سے فجی میں تعلیم وتربیت اور تبلیغ کے ساتھ ساتھ اسکے اردگرد جنوبی بحرالکاہل کے جزائر میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ بنا۔جس کے لئے حضور نے ہدایات اور منصوبہ بندی کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی،لیکن اس پر پوری طرح کام نہ ہونے کی وجہ سے خاطرخواہ نتائج نہ نکلے۔لیکن حضور کی اس دلی تمنا کو پورا کرنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے غیرمعمولی حالات پیدا فرمائے اسکا ذکرخود حضورؒ نے جلسہ سالانہ یوکے 1986ء کے دوسرے دن کے خطاب میں یوں فرمایا۔

’’طوالو ایک جزیرہ ہے جو ہمارے نقطۂ نگاہ سے بعد تین جزائر میں سے ہے یعنی جہاں ہم اس وقت کھڑے ہیں یا بیٹھے ہوئے ہیں وہاں سے اس جزیرے کا فاصلہ اتنی دور ہے کہ وہ گویا عملاً زمین کا کنارہ ہے ساؤتھ ایسٹ پیسفک کے جزائر میں سے یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ عملاً زمین کے کنارے پر ڈیٹ لائن کے پرلی طرف واقع ہے اس جزیرے کے متعلق ایک بہت ہی دلچسپ بات یہ بتانے کے قابل ہے کہ ایک دن مجھے فجی سے ایک ایسا خط موصول ہوا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ فلاں فلاں جزیرے ایسے ہیں جن میں کوئی مسلمان نہیں ہے اور ان میں ہمیں ضرور اسلام کو پھیلانے کا منصوبہ بنانا چاہئے۔اور اس میں خصوصیت سے طوالو کا ذکر تھا،چنانچہ میری نظرطوالو پر پڑی تو میں نے سوچا کہ اس جزیرے میں لازماً اس سال (1984۔ ناقل) ان شاء اللہ ہم کوشش کریں گے۔افتخار احمد ایاز ہمارے ایک دوست ہیں جو یونائیٹڈ نیشن میں کام کرتے ہیں وہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے کہا کہ ایک ضروری مشورہ کرنا ہے،وہ مشورہ یہ ہے کہ مجھے پہلی نوکری سے جواب مل چُکا ہے اور ایک دور دراز ملک میں پیشکش ہوئی ہے اسکا نام طوالو ہے۔آپ بتائیں میں یہ نوکری قبول کروں یا نہ کروں،آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اس وقت میرے دل کی کیا کیفیت تھی یوں لگتا تھا کہ آسمان سے خُدا نے اس تمنا کا جواب دے دیا ہے میں اُٹھ کر انکے گلے لگ گیا اور میں نے کہا کہ نیکی اور پوچھ پوچھ میں تو انتظار کر رہا تھا کہ کب خُدا تعالیٰ راستہ پیدا کرے۔آپ جائیں اور آپ خُدا کے فضل سے پہلے مُبلغ ہیں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا انکے کام میں اتنی برکت دی کہ وہاں بڑی تیزی کے ساتھ جماعت قائم ہوئی‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 17۔23 اکتوبر 2003 صفحہ 3)

یوں ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب اللہ کے فضل سے ان جزائر میں تبلیغ اسلام کا پہلا قطرہ ثابت ہوئے اور پھر حضور کی دعاؤں سے اور انکی محنت سے اسلام احمدیت کا پیغام نہ صرف طوالو میں پھیلنے لگا بلکہ اسکی کرنیں اردگرد کے دوسرے جزیروں کریباس اور ویسٹرن ساموآ میں بھی پھوٹنے لگیں۔

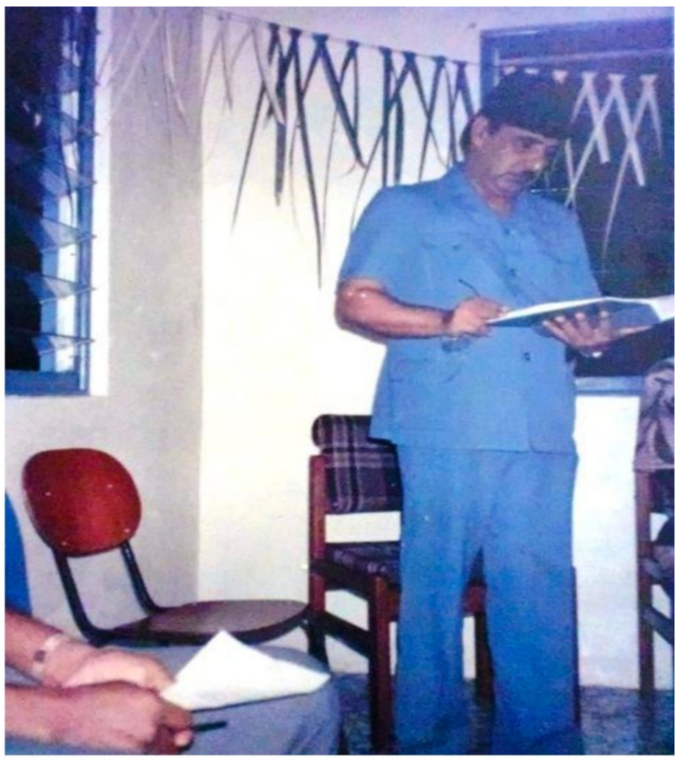

(Dr. Iftikhar Ayyaz, 1986)

1984ء میں ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب محکمہ تعلیم کے تحت یہاں نوکری کرنے کے لئے آئے تھے لیکن حضورؒ کے ارشاد کے مطابق انہوں نے آتے ہی بطور مبلغ بھرپور محنت اور حکمت کے ساتھ اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی کوششیں شروع کر دیں،انہوں نے سب سے پہلے یہاں ایک لوکل خاتون محترمہ (سونیا روسیا) صاحبہ جو ایک سوشل ادارہ (ریڈ کراس) میں کارکن تھیں اور اس جزیرے میں ہر آنے جانے والے کے لئے بطور ٹرانسلیٹر کی ذمہ داری بھی ادا کرتیں تھی کی خدمات کو حاصل کرتے ہوئے چند جماعتی لٹریچر کا لوکل زبان میں ترجمہ کروایا،جس پر آپ نے جب اسکی اُجرت لینے کو کہا تو اُنہوں نے اپنے والد سے مشورہ کر کے انکار کر دیا کہ ہم مذہبی کام کی اُجرت نہیں لے سکتے۔جس کے ایک ماہ بعد وہ بھی اسلام کی تعلیم سے متاثر ہوتے ہوئے احمدیت میں شامل ہوگئیں۔اور یوں پڑھے لکھے لوگوں کا اسلام احمدیت کو قبول کرنے کا یہ سلسلہ بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے لگا اور آغاز میں ایک پولیس آفسر اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی مکرم ڈاکٹر صاحب کی رہائش پر جمعہ بھی ادا کرنے لگا۔بہت جلد 52 احباب پر مشتمل ایک مضبوط جماعت قائم ہوگئی جس کے نتیجہ میں وہاں مخالفت بھی شروع ہوئی اور رجسٹریشن میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی جانے لگی۔لیکن حضورؒ کی دعاؤں اور ہدایات پر جلد ہی 9 فروری 1987ء کو طوالو جزیرے میں انکے قواعد کے مطابق کہ کسی کمیونٹی کو رجسٹر ہونے کے لئے کم از کم 50 ممبران کی تعداد لازمی ہے کو پورا کرتے ہوئے یہاں جماعت احمدیہ بھی رجسٹرڈ ہوگئی۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

اور اسی سال 1987ء میں طوالو جماعت سے 2 ممبران مکرم ولید احمد اور مکرم طاہر احمد تونی صاحب جلسہ سالانہ یوکے میں بطور نمائندہ شامل بھی ہوئے جن کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بہت محبت اور پیار دیا اور بار بار انکا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ پیشگوئی (میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا) کے نشان ہیں۔

چونکہ اب وہاں جماعت رجسٹرڈ ہوچکی تھی اس لئے وہاں مخالفت بھی زور پکڑ رہی تھی حضور نے فجی سے اگست 1987ء میں مکرم حافظ جبرائیل سعید صاحب مربی سلسلہ کو ٹرانسفر کر کے طوالو بھجوادیا،جنھوں نے وہاں پہنچ کر بڑی حکمت کے ساتھ کام کیا کیونکہ وہاں آپکے سامنے سب سے بڑا چیلنج نومبائین کی تعلیم وتربیت کا تھا آپ نے وہاں کے وزیر اعظم اور دیگر حکومتی نمائندگان سے ملاقات کی اور ان تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا۔چنانچہ جب پارلیمنٹ میں جماعت کی رجسٹریشن کے خلاف شور اُٹھا تو وہاں کے وزیر اعظم نے بڑی مضبوطی کے ساتھ جماعت کا ساتھ دیا اور

تائید کی کہ میرا اپنا مذہب بھی عیسائی ہے اور جیسے عیسائی عیسائیت کی پیروی کرتے ہیں ہم بحیثیت حکومت طوالو کے قانون کی پیروی کریں گے اور اس میں عیسائیت کو دخل نہیں دینے دیں گے،اسلئے جماعت ٹھیک رجسٹر ہوئی ہے اور وہ قائم رہے گی۔اس مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیر رہا تھا اور اس مخالفت کے دوران وہاں کے گورنر جنرل نے بیعت بھی کر لی۔اس خوشخبری کی اطلاع ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب نے فوری طور پر حضور کو دی جس پر حضور نے جواب تحریر فرمایا۔ ’’جو بڑی شخصیات سیاسی دباؤ کے ڈر سے کھلم کھلا احمدی کہلانے کے لئے تیار نہیں ہیں انکے لئے بہترین طریقہ یہ ہو گا کہ اپنے اسلام کو سردست مخفی رکھیں اور اپنا سیاسی رسوخ حکمت سے اس طرح استعمال کریں کہ کثرت سے لوگ احمدی ہوں تا کہ سیاست سے احمدیت کا تضاد دور ہو جائے‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 17 تا 23 اکتوبر 2003 صفحہ 10)

چنانچہ حافظ صاحب نے حضور کی ہدایت پر کام کرتے ہوئے سب سے پہلے جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے بطور نماز سینٹر ایک مکان کرایہ پر لیا اور دوسرا بطور مشن ہاؤس کے لئے اور ساتھ ہی مسجد کے لئے زمین کی تلاش بھی شروع کر دی، اور چونکہ یہاں انفرادی بیعتوں کا سلسلہ شروع تھا اس لئے ساتھ ہی انکی تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے لجنہ اور انصار کی تنظیموں کا بھی آغاز کر دیا گیا۔اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ جلد ہی مسجد کے لئے بھی ایک مناسب زمین جو شہر کے وسط میں ہے 99 سال کے لیس پر 19,800 آسٹریلین ڈالرز میں مل گئی، اس معاہدے پر جماعت کی طرف سے اس وقت کے صدر مکرم ولید صاحب نے دستخط کئے تھے۔جس پر فروری 1991ء میں ایک خوبصورت احمدیہ مسجد بھی تعمیر کر دی گئی۔ اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پیغام بھی بھجوایا کہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہترین رنگ میں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق بخشے اور یہ مرکز ان سب جزائر میں اسلام کا نور پھیلانے کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہو اور بہتوں کی ھدایت کا موجب ہو۔آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 17-23 اکتوبر 2003 صفحہ 10)

حافظ جبرائیل سعید صاحب مرحوم نے بھی وہاں بہت محنت کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے ذریعہ ارد گرد کے قریبی جزائر کریباس اور ویسٹرن ساموآ،مارشل آئی لینڈ، سولمن آئی لینڈ اور مائیکروشیا اور ناؤرو جزیروں تک تبلیغی دورے کئے اس سلسلے میں انکی فیملی نے بھی وہاں ہفتوں اکیلے رہ کر بہت قربانی دی۔ 1990ء میں وہاں طوالو کی لوکل زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ بھی مکمل ہوا، جو وہاں کے ایجوکیشن بورڈ کے چیئرمین کی مدد سے کیا گیا اور پھر اسکو ابتدائی ایک احمدی دوست ولید صاحب نے چیک بھی کیا۔جس کے بعد حافظ صاحب 1991ء میں طوالو سے بطور پہلے مبلغ قریبی ملک کریباس جزیرہ پر چلے گئے اور 1994ء تک وہاں خدمت کی توفیق پائی۔ یہاں انکی تبلیغ کا ایک دلچسپ واقعہ ہے جو انہوں نے خود خاکسار کو سُنایا ہے کہ ایک مرتبہ میں طوالو سے جب پہلی دفعہ کریباس دورہ پر گیا تو ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا اور لوگوں سے کوئی خاص رابطہ اور تعلق نہیں ہو رہا تھا تو اگلی صبح میں نے ایک مصروف سڑک کے کنارے درخت کے نیچے 2 رکعات نوافل ادا کرنے شروع کر دیئے، لوگ اپنے دفاتر اور سکولز کی طرف جا رہے ہے کہ اچانک انہوں نے مجھے دیکھا کہ گرمی کا موسم ہے اور سورج نکلا ہوا ہے یہ بندہ کبھی اُٹھتا ہے کبھی گرتا ہے اسکو کیا ہوگیا ہے؟اس تماشے کو دیکھنے کے لئے ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا جب میں نے نماز ختم کی تو لوگ پوچھنے لگے کہ بھائی آپ کو کیا ہوگیا تھا یہ آپ کیسی حرکتیں کر رہے تھے میں نے بتایا کہ کچھ نہیں میں تو اپنے خالق کی عبادت کر رہا تھا جس پر وہ بہت حیران ہوئے اور سوالات کرنے لگے میں نے ان میں سے چند سمجھدار لوگوں کو بتایا کہ میں یہاں اس ہوٹل میں ٹھہرا ہوں شام کو آجائیں آرام سے بیٹھ کر بات کریں گے چنانچہ یوں وہاں تعارف کے ساتھ ماشاءاللہ سلسلہ تبلیغ بھی شروع ہوگیا۔ پھر انکے ذریعہ ان قریبی 3 جزائر مارشل آئی لینڈ، سولمن آئی لینڈ اور مائیکروشیا میں بھی احمدیت کا نفاذ ہوا اور جماعتیں قائم ہوئیں۔

مکرم حافظ صاحب نے طوالو میں 1989ء میں جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کا پروگرام بھی باقاعدہ منعقد کیا، جس میں شعبہ تعلیم کے ڈائریکٹر کو بطور مہمان خصوصی دعوت دی گئی اور اس وقت 50 سے زائد احباب نے شرکت کی۔

1993ء میں 4 ممبران کو فجی مرکز میں تعلیم تربیت کے لئے بھی بھجوایا گیا جن میں ایک 10 سال کا بچہ بھی تھا جس نے اپنے گھر سے دور 6 ماہ تک دین سیکھنے کے لئے قربانی کی۔ چنانچہ حافظ صاحب کے بعد پھر 1993ء میں ہی غانا سے ایک اور مبلغ سلسلہ مکرم عبد الغفار صاحب کو طوالو بھجوایا گیا جنہوں نے کچھ عرصہ فجی میں گزار کر پھر 5 سال 1998ء تک خدمت کی توفیق پائی۔

چنانچہ 1998ء سے 2003ء تک پھر طوالو میں کوئی مستقل مبلغ نہ رہا اور فجی سے ہی بعض احباب اور مبلغین بھی ویزہ کی مشکلات سے وقتاً فوقتاً دورے پر جاتے رہے اور ٹیلیفون پر ممبران سے رابطہ رہا۔

2000ء میں برٹش حکومت کی طرف سے ہمارے پہلے صدر جماعت طوالو مکرم ولید صاحب کو معاشرے میں امن اور سلامتی کے لئے اچھا کام کرنے پر امتیازی میڈل بھی دیا گیا اور 2001ء میں اچانک وفات ہو گئی، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

بالآخر 2003ء میں حضور پُرنور کی شفقت سے غانا سے مزید 4 معلمین فجی بھجوائے گئے جن میں سے ایک کی تقرری کریباس کے لئے ہوئی اور دوسرے عبد الحکیم صاحب کو طوالو بھجوایا گیا۔انہوں نے بھی وہاں ماشاء اللہ حسب توفیق خدمت کی توفیق پائی، اور کوشش جاری رکھی۔ 2003 دسمبر میں حضور انور نے مکرم حافظ جبرائیل سعید صاحب کو دوبارہ ان جزائر کے دورہ پر بھجوایا جس کے دوران انہوں نے طوالو کے وزیر اعظم سے ملاقات کی اور حضور پُرنور کی طرف سے جلسہ یوکے میں شمولیت کی دعوت بھی دی۔

(From the left side : the Late Molana Hafiz Jibreel Ahmad Saeed, Mrs. Pula Matia (PM's wife), PM Tuvalu the Hon. Matia Toafa, and Molana Muhammad Idris, December 2010)

طوالو جماعت پر ابتلا کا دور

مکرم ولید صاحب کی وفات اور وہاں کوئی باقاعدہ مبلغ نہ ہونے کی وجہ سے چونکہ جماعت کا نظام بہت اچھا نہیں چل رہا تھا جسکا فائدہ اُٹھاتے ہوئے 2004ء میں مسجد والی زمین کے مالک کے بچوں نے اپنی زمین واپس لینے کا مطالبہ کر دیا اور معاملہ عدالت تک چلا گیا جب کہ معاہدے کے مطابق جب زمین 1987ء میں جماعت نے خریدی تھی اسکا لیز 99 سال تک جماعت کے نام منتقل ہو چُکا تھا۔ بدقسمتی سے جماعت کے ایک ممبر طاہر تونی صاحب کا جھکاؤ بھی رشتہ داری کی وجہ سے اُس فیملی کی طرف ہوگیا تھا اور آخر یہ کیس سپریم کورٹ تک گیا لیکن اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ حق کی فتح ہوئی اور جج نے نہ صرف فیصلہ جماعت کے حق میں دیا بلکہ فریق ثانی کو جماعت احمدیہ کے خلاف غلط اپیل کرنے اور عدالت کا وقت ضائع کرنے پر 10,000 آسٹریلین ڈالرز کا جرمانہ بھی کیا کہ اب یہ رقم آپ لوگ جماعت احمدیہ کو ادا کریں۔لیکن حضور پُرنور نے عدالت کے اِس حق اور انصاف پر مبنی فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے فریق ثانی کو معاف کر دیا اور جماعت نے اُن سے کسی قسم کی رقم وصول نہ کی۔انہیں حالات کی وجہ سے اس عرصہ میں جماعت کے پروگرامز میں کچھ خاص ترقی نہ ہوئی۔

2006ء میں حضور انور کے فجی دورہ کے دوران ایک وفد مکرم معلم عبد الحکیم صاحب کے ساتھ طوالو سے جلسہ میں شریک بھی ہوا جسکو خلافت کی طرف سے بہت محبت شفقت اور دعائیں ملیں اور نئے جذبے کے ساتھ کام کرنے کی ہدایات دیں۔جس کے بعد 27 مئی 2008 کو احمدیہ مسجد طوالو میں جلسہ خلافت جوبلی بھی منعقد کیا گیا جس میں پارلیمنٹ اور دیگر مذہبی لیڈروں کو دعوت دی گئی جنکی 30 سے زائد حاضری رہی۔ اسی دوران عبد الحکیم صاحب کی اہلیہ کا غانا میں کار ایکسیڈینٹ بھی ہو گیا اور انکی اس حادثے میں وفات ہوگئی، (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ)، اور انکو پھر 2009 میں واپس غانا جانا پڑا۔اسی طرح محکمہ موسمیات کی ریسرچ کے مطابق جب سے ان جزائر میں سمندر کی سطح بلند ہونے کی خبریں آئیں تو اس وجہ سے بھی کافی لوگ جن میں جماعت کے ممبران بھی شامل تھے، قریبی بڑے ممالک نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا کی طرف ہجرت کر گئے۔اور جماعت ممبران کی تعداد بھی بہت کم رہ گئی۔

چنانچہ اکتوبر 2009 میں حضور انور کی ہدایت پر انڈونیشیا سے مکرم محمد ادریس واون صاحب ایک نوجوان مبلغ کی طوالو کے لئے تقرری ہوئی جو براستہ فجی وہاں پہنچے، انہوں نے نوجوانوں اور وہاں کے سوشل اور حکومتی روابط پر زیادہ کام کیا جس پر ماشاءاللہ انکو کامیابی ہوئی کہ جلد ہی نئی بیعتیں موصول ہونی شروع ہوئیں اور دیگر مذاہب اور حکومتی تعلقات بحال ہونے پر جماعت کے پروگرامز میں بھی بہتری آنے لگی اور پھر حضور انور نے مکرم حافظ جبرائیل سعید صاحب کو دوبارہ مرکزی نمائندہ کے طور پر ان جزائر کا دورہ کرنے کے لئے بھجوایا جس سے ادریس صاحب کو بھی مدد ملی اور چند ریڈیو پروگرامز کرنے سے یہ سلسلہ تبلیغ کا بھی دوبارہ سے جاری ہو گیا۔

20 فروری 2010ء کو یہاں پہلا جلسہ یوم مصلح موعودؓ بھی منعقد کیا گیا جس میں دیگر مذہبی رہنماؤں کو دعوت دی گئی اور پھر ان تعلقات کو مضبوط اور زندہ رکھتے ہوئے احمدیہ مسجد پر 7 ستمبر 2010ء کو پہلا (پیس سمپوزیم) کا پروگرام کیا گیا جس میں 50 سے زائد لوگ شامل ہوئے اور اسکی خبر اگلے دن ریڈیو پر بھی نشر ہوئی۔اسی طرح 11 اگست 2010ء کو پہلا خُدام اجتماع اور 22 نومبر 2010ء کو لجنہ کا بھی پہلا اجتماع منعقد ہوا جس میں طوالو کے پولیس کمشنر کی بیوی اور وہاں کی عورتوں کی تنظیم کی لیڈر کو دعوت دی گئی جس پر انہوں نے بھی اسلامی سکارف پہنتے ہوئے اسکو ایک عورت کی حفاظت اور خوبصورت کا ذریعہ قرار دیا اور اسکے رواج کو سراہا۔

چنانچہ اس جزیرہ میں مخالفت نے پھر زور پکڑا کہ وہاں کی مذہبی کمیٹی نے 2010 میں ایک قانون پاس کیا گیا جسکی کی وجہ

بقیہ صفحہ 8 پر

روبینہ چوہدری، کینیڈا

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ حٰم سجدہ آیت 34میں فرماتا ہے

ترجمہ:اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو گی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔

دعوت الی اللہ ایک نہایت مقدس فریضہ ہے۔اپنے پیارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کی پیروی میں ایک داعی اللہ کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہی لوگوں کو ایک خدا کی طرف بلانا اور اسکی پیاری تعلیم کو لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے۔وہ رات دن اسی سوچ اور فکر میں مستغرق رہتا ہے کہ کس طرح لوگوں کو اس سچے خدائے واحد و یگانہ کی طرف بلایا جائے۔کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ اگر ایک شخص بھی اس کی حقیر سی کوشش سے خدا تعالیٰ کو پہچان لے تو وہ فلاح پا گیا۔جیسا کہ آنحضورؐ کی اس حدیث سے بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا''اے علی!تمہاری کوشش سے ایک آدمی کا دینِ حق قبول کرلینا سو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔''

(بخاری کتاب المغازی)

خود آپ ﷺ کے دل میں جو جوش اور تڑپ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانے کے لئے تھی اس کا بہت ہی پیارا نظارہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب سیرت خاتم النبیینؐ میں بیان فرمایا ہے،آپ لکھتے ہیں''آنحضرتؐ کا قبائل کا دورہ بھی ایک عجیب منظر پیش کرتا ہے۔ہر دو جہان کا بادشاہ جس کا نام لینے پر بعد کے مسلمان شہنشاہ جن کے نام سے دنیا کانپتی تھی اپنے تختوں سے نیچے اُتر آتے تھے،قبائل عرب کے بدوی رئیسوں کے خیموں میں جاتا ہے اور ایک ایک رئیس کے خیمہ پر دستک دے کر خالقِ کونین کا پیغام پیش کرتا ہے اور پیچھے پڑ پڑ کر استدعا کرتا ہے کہ یہ تمہارے بھلے کی چیز ہے اسے لے لو۔مگر ہر دروازہ اس کے لئے بند کیا جاتا ہے اور ہر خیمہ سے اس کو یہ آواز آتی ہے کہ جاؤ!یہاں تمہارا کوئی کام نہیں اور خدا کا یہ بندہ اپنے مقدس مال کی گٹھڑی اُٹھا کر اگلے خیمہ کا رستہ لیتا ہے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 243)

اس زمانہ میں آپؐ کے سچے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلام بھی آپ علیہ السلام کے الہام''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کو اپنی زندگیوں کا عملی حصہ بنائے ہوئے ہیں۔ایک احمدی داعی الی اللہ خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں آباد ہو اور جہاں بھی اسے موقع میسر آئے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک خدا کا پیغام پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

خاکسار یہاں اپنے والدِ محترم چوہدری لطیف احمد شاہد کاہلوں مرحوم مربی سلسلہ سیرالیون کا ایک بہت ہی پیارا اور ایمان افروز واقعہ آپ کی ڈائری سے بیان کرنا چاہتی ہے آپ اس سعادت کا اکثر ذکر بھی کیا کرتے تھے۔آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک کامیاب داعی الی اللہ تھے اور جہاں بھی جاتے تبلیغ کا کوئی نہ کوئی موقع نکال لیا کرتے تھے۔2013ء میں محترم والد صاحب کو اپنے بیٹے محترم چوہدری شاہد محمود کاہلوں مربی سلسلہ کے پاس ناروے جانے کا موقع ملا۔بھائی نے اس مقام کی سیر کا بھی پروگرام رکھا جسے دنیا کا آخری کنارہ کہا جاتا ہے تو ابا جان بتایا کرتے تھے کہ جب مجھے پتہ چلا کہ ہم اس جگہ سیر کے لئے جارہے ہیں جو دنیا کا آخری کنارہ کہلاتا ہے تب ہی میں نے سوچ لیا تھا کہ میں وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام ضرور پہنچا کر آؤں گا۔آپ لکھتے ہیں''جس بات کی مجھے سب سے زیادہ خوشی ہے اور اس کو اپنے اور اپنے خاندان کے لئے ایک عظیم سعادت سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے پورا کرنے کا موقع میسر آگیا اور وہ اس طرح کہ ناروے میں ایک ایسا مقام ہے جسے زمین کا کنارہ کہا جاتا ہے اور وہاں لکھا ہے''END OF THE WORLD'' مجھے اس بورڈ کے سامنے کھڑے ہو کر اور عین سمندر کے کنارے پانچ افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ علی ذلک''

''Verdens Ende''-The End of the Earth
یعنی ''دنیا کا آخری حصہ'' - ناروے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب مربیان سلسلہ اور داعیان الی اللہ کی کوششوں میں برکت ڈالے جو اس وقت میدان عمل میں ہیں اور وہ نیک لوگ جنہوں نے اس فریضہ کی ادائیگی کو اخلاص و وفا سے نبھایا ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور ہم جو کمزور ہیں ہمیں بھی اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

کر مَیں نے خیال کیا کہ پانی وہاں نہیں ہے۔(مسجد میں بیٹھے ہوئے یہ سوچا کہ اس مسجد میں پانی نہیں ہے۔)اس لئے مَیں بالمقابل پانی کی تلاش میں گیا تو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ایک مسجد ہے جیسا کہ وہ پیغام بلڈنگ کی مسجد ہے جس میں پانی کی ٹلکیاں لگی ہوئی ہیں۔مَیں وہاں پر وضو کرنے کے لئے نلکی کھولتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے صاف پانی آیا ہے مگر معاً بعد گدلا سا پانی جس میں میل کی سی کثافت ہے،جس کو پنجابی میں پنہ اور انگریزی میں Algae کہتے ہیں،(کائی جو کہتے ہیں،وہ پانی میں سے)نکلا ہے اور میرے ہاتھوں پر پڑ گیا جس سے مَیں نے خیال کیا یہ تو بڑا میلا پانی ہے اور وہ ختم بھی ہو گیا۔اس کے بعد مَیں نے اُسی مسجد کی طرف(یعنی جو پہلی مسجد تھی،جہاں بیٹھا ہوا تھا)واپسی کا ارادہ کیا اور وہ دیوار جو کہ اونچی معلوم ہوتی ہے اس پر مَیں چڑھ رہا ہوں تو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے میرے پیچھے سے آ کر ٹانگ پکڑ لی ہے کہ تم یہاں کیوں آئے تھے؟ پھر یہاں نہ آنا۔(غالباً یہ دوبارہ اُسی مسجد کا ذکر کر رہے ہیں جس میں ابھی وضو کر رہے تھے)کہ تم یہاں کیوں آئے تھے؟ پھر یہاں نہ آنا۔مَیں کہتا ہوں کہ مجھے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس کے بعد جب مَیں اسی مسجد کی طرف واپس گیا ہوں تو وہاں پر نہایت مصفّٰی پانی کا ایک حوض ہے۔(یعنی جہاں بیٹھے ہوئے تھے،وہاں واپس گئے تو مصفّٰی پانی کا ایک حوض نظر آیا)اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ ایک حدیث کی کتاب کا درس دے رہے ہیں جو حنائی کاغذ پر چھپی ہوئی ہے اور اُس کے حاشیوں پر بھی گنجان چھپا ہوا ہے۔مَیں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہاں تو پانی کثرت کے ساتھ ہے اور مَیں پہلے بھولا ہی رہا۔خیر جس وقت مَیں وضو کر کے ہاتھ اُٹھاتا ہوں تو مستری محمد موسیٰؓ صاحب کا لڑکا محمد حسین تلوار لے کر میرے سر پر کھڑا ہے اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ اس کو حضرت خلیفہ ثانی کی طرف سے میرے متعلق یہ حکم ہے کہ مَیں منافق ہوں اور مجھے قتل کر دیا جائے۔مَیں نے محمد حسین صاحب کی طرف مڑ کر دیکھا کہ تم ایک مومن کو قتل کے لئے تلوار اُٹھاتے ہو۔تمہیں معلوم نہیں کہ مَیں مومن ہوں؟ اُس کے بعد نظارہ بدل گیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مَیں ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے ہوں اور چھوٹے چھوٹے لڑکے سرخ اور سفید رنگ کی وردیاں پہنے ہوئے جیسا کہ مولی ہوتی ہے ماتم کر رہے ہیں اور محرم کے دن معلوم ہوتے ہیں۔مَیں تلوار لے کر ان لڑکوں کی طرف جاتا ہوں اور کہتا ہوں چلے جاؤ۔چنانچہ وہ لڑکے بھاگ گئے۔اُس کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے لڑکے عبدالغفور خان کا مکان ہے اور مَیں اُس کمرے میں داخل ہونے کے لئے جب جاتا ہوں تو پولیس کے سپاہی تلاشی لینے کے لئے آتے ہیں اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ میرے پاس جو تلوار بغیر لائسنس ہے،اس کی تلاشی کے لئے آئے ہیں۔مگر مَیں دل میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تلوار تو مَیں افریقہ سے لایا ہوں۔اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔اس رؤیا کو مَیں نے شاید چند ایک دوستوں کے پاس بھی بیان کیا اور شاید مجھے مستری محمد موسیٰؓ صاحب نے کہا کہ کاش کہ خواب میں قتل کر دیئے جاتے تو بہت اچھا ہوتا کہ منافقت بالکل مٹ جاتی۔(اسے دیکھنے کے بعد بھی انہوں نے بیعت نہیں کی تھی)یہ کہتے ہیں اس کے بعد پھر مَیں نے حضرت خلیفۃ ثانیؓ کی بیعت کر لی اور پھر مَیں خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ سے اخلاص و محبت میں ترقی کرتا گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔غیرمطبوعہ جلد نمبر 12 صفحہ 221 تا 227 از روایات حضرت ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کڑکؓ)

(خطبہ جمعہ 15/ فروری 2013ء)

جاذب محمود۔ طالب علم، جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں دفاع اسلام کی مساعی پر ایک نظر

جب سے اسلام وجود میں آیا، اس اکمل واتم دین پر ہر قسم کی تہمتیں اور اعتراضات اور الزامات آتے رہے۔ ہر صدی کے سر پر آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مجدد تو آتے رہے، مگر جب بارھویں صدی شروع ہوئی تو اسلام کی یہ حالت تھی کہ مخالفینِ اسلام اور منکرین توحید ہر حد سے بڑھ چکے تھے اور دین مصطفیٰ کی حمایت کرنے والا کوئی باقی نہ رہا۔ گویا امت مسلمہ نے ہار مان لی اور گھبرا کر بیٹھ گئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کو ہدایت دے دی تھی کہ اسلام کے خلاف تدابیر کی جاتی رہیں گی۔ اس لئے فرمایا:

اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ السَّیِّئَۃَ ؕ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَصِفُوۡنَ

(المؤمنون: 97)

اس طریق سے جو بہترین ہے بدی کو ہٹا دے۔ ہم اسے سب سے زیادہ جانتے ہیں جو وہ باتیں بناتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اسلام کی تبلیغ اور تربیت اور مدافعت کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ:

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ

(النحل: 126)

اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا رب ہی اسے، جو اس کے راستہ سے بھٹک چکا ہو، سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلی ظاہر کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ ملت اسلامیہ کی اس نازک حالت اور اپنی بعثت کی حاجت کو یوں بیان کرتے ہیں:

’’خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملے سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں......اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرورت نہ تھی کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا۔‘‘

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 251-252)

چنانچہ آپ علیہ السلام اس حالت کو دیکھ کر فی الفور اسلام کے دفاع میں لگ گئے۔ مگر آپ علیہ السلام نے کوئی تلوار نہ اٹھائی۔ آپ کا ہتھیار قلم تھا۔ آپؑ نے فرمایا: ’’جس قسم کے ہتھیار لے کر میدان میں وہ (مخالفین) آئے ہیں، اسی طرز کے ہتھیار ہم کو لے کر نکلنا چاہیے اور وہ ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا۔ اس میں یہی سرّ ہے کہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے، بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد 1 صفحہ 214)

چنانچہ آپؑ نے اسلام کے دفاع میں 80 سے زیادہ کتب تحریر فرمائیں۔ ان کتب کے ذریعہ سے آپؑ نے دین اسلام کو ایک نئے سرے سے تر و تازہ کیا۔ اسلام کی تائید میں آپ نے وثوق دلائل سے باقی تمام مذاہب کو باطل اور نصرتِ الٰہی سے معدوم و محروم ثابت کیا اور تمام تر برکات و فیوض کا مرجع آنحضرت ﷺ کے وجود پر ختم کر دیا اور سب مخالفین اور معترضین کو قرآنی آیت فَبُهِتَ الَّذِىۡ كَفَرَ کا مصداق ٹھہرایا۔ غرض آپؑ کی ساری زندگی کا خلاصہ ہی دفاعِ اسلام ہے۔ آپ نے اپنی جان و مال کو اس مقصد کے لئے قربان کر دیا اور ہر طاقت اور قوت اس کام میں لگا دی۔ آپ کی زندگی کے کسی بھی حصہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ دفاعِ اسلام کے لئے ہی کام کر رہے تھے۔ آپ کے سفر۔ آپ کے مباحثات و مناظرات۔ آپ کی پیشگوئیاں اور نصرتِ الٰہی کے نشانات و معجزات۔ آپ کی تحریرات اور ملفوظات اور اشتہارات اور مکتوبات۔ سب کے سب دفاع اسلام کی غرض سے تھے۔ آپ کی پاک سوانح یہ شہادت دیتی ہے کہ آپ کا مقصود بالذات دفاعِ اسلام تھا۔ ان ساری خدمات کا ذکر کرنا گویا دریا کو کوزہ میں بند کرنا ہوگا۔

حضورؑ کی تبلیغی سرگرمیاں آپ کی جوانی میں ہی شروع ہوگئیں تھیں۔ حضور ابھی تخمیناً تیس سال کے تھے جب آپ کے کثرت مطالعہ کی وجہ سے آپ کے والد صاحب نے آپ کو سیالکوٹ بھیج دیا۔ وہاں بھی آپ نے مطالعہ نہ چھوڑا بلکہ وہاں لوگوں کے ارد گرد ہونے کا پورا فائدہ اٹھایا اور تبلیغی سرگرمیاں آپ نے شروع کر دیں۔ اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ آپ کے کثرت مطالعہ نے آپ کو اس کام کے لئے تیار کر رکھا تھا کہ اسلام پر کسی قسم کے ہونے والے حملے کا جواب دے پاتے۔

آپؑ نے تمام مذاہب کا گہرا مطالعہ کیا اور ان کی کتب پڑھیں۔ جس سے آپ کو معلوم ہوگیا کہ اب روئے زمین پر صرف اسلام کا خدا ہی اب بولتا ہے۔ جوانی سے ہی آپ عبادات میں مشغول ہو گئے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑ لیا۔ آپؑ کو اسلام سے ایسا پیار ہو گیا اور اس کی تبلیغ و اشاعت کے لئے آپؑ میں ایک تڑپ پیدا ہوگئی۔ چنانچہ مولوی فتح الدین صاحب دھرم کوٹی حضور کی جوانی کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں:

’’میں حضرت مسیح موعودؑ کے حضور اکثر ہوا کرتا تھا اور کئی مرتبہ حضور کے پاس ہی رات کو بھی قیام کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا۔ کہ آدھی رات کے قریب حضرت صاحب بہت بے قراری سے تڑپ رہے ہیں اور ایک کونہ سے دوسرے کونہ کی طرف تڑپتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ جیسے کہ ماہیٔ بے آب تڑپتی ہے یا کوئی مریض شدت درد کی وجہ سے تڑپ رہا ہوتا ہے۔ میں اس حالت کو دیکھ کر سخت ڈر گیا اور بہت فکر مند ہوا اور دل میں کچھ خوف طاری ہوا کہ اس وقت میں پریشانی میں ہی مبہوت لیٹا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وہ حالت جاتی رہی۔ صبح میں نے اس واقعہ کا حضورؑ سے ذکر کیا کہ رات کو میری آنکھوں نے اس قسم کا نظارہ دیکھا ہے۔ کیا حضور کو کوئی تکلیف تھی۔ یا درد گردہ وغیرہ کا دورہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

’’میاں فتح دین کیا تم اس وقت جاگتے تھے؟ اصل بات یہ ہے کہ جس وقت ہمیں اسلام کی مہم یاد آتی ہے۔ اور جو مصیبتیں اس وقت اسلام پر آ رہی ہیں۔ ان کا خیال آتا ہے۔ تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے۔ اور یہ اسلام ہی کا درد ہے۔ جو ہمیں اس طرح بے قرار کر دیتا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 1 حصہ سوم صفحہ 524 روایت نمبر 516)

غرض آپؑ کی ساری زندگی کا خلاصہ ہی دفاعِ اسلام ہے۔ آپ نے اپنی جان و مال کو اس مقصد کے لئے قربان کر دیا اور ہر طاقت اور قوت اس کام میں لگا دی۔ آپ کی زندگی کے کسی بھی حصہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ دفاعِ اسلام کے لئے ہی کام کر رہے تھے۔ آپ کے سفر۔ آپ کے مباحثات و مناظرات۔ آپ کی پیشگوئیاں اور نصرتِ الٰہی کے نشانات و معجزات۔ آپ کی تحریرات اور ملفوظات اور اشتہارات اور مکتوبات۔ سب کے سب دفاع اسلام کی غرض سے تھے۔ آپ کی پاک سوانح یہ شہادت دیتی ہے کہ آپ کا مقصود بالذات دفاعِ اسلام ہی تھا۔ آپؑ کی دفاع اسلام کے لئے ساری خدمات کا ذکر کرنا گویا دریا کو کوزہ میں بند

کرنا ہوگا۔ لہٰذا ان میں سے بعض جھلکیاں پیشِ خدمت ہیں۔

دعویٰ سے قبل دفاعی مہمات

سیالکوٹ میں اسلام کی حمایت

آپؑ جب سیالکوٹ اپنے والد ماجد کے کہنے پر منتقل ہوئے تو آپؑ نے جلد ہی تبلیغ اسلام شروع کر دی۔ عام حالات میں مسلمان اگر کسی عیسائی سے گفتگو کرتا اور مذہبی بحث چھیڑتا تو عیسائی اسے شکست دے دیتا۔ مگر آپؑ نے اسلام کا ایسا دفاع کیا کہ آپؑ سیالکوٹ کی مذہبی فضا پر چھا گئے۔ عیسائی پادری آپ کے دلائل کے سامنے ہمیشہ لا جواب رہ جاتے۔

سلسلہ مضامین

حضورؑ نے قریباً 1872ء میں باقاعدہ مضامین لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ آپؑ کے پہلے مضمون نے ہی برِّ صغیر کو ششدر کر دیا۔ آپؑ نے ایک سچے مذہب کو شناخت کرنے کا سہل طریق یہ بیان فرمایا کہ موصوف مذہب سچائی پر کاربند رہنے کی کتنی تاکیدی تلقین کرتا ہے۔ مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت حضورؑ کے پہلے مضمون کے بارے میں فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعودؑ نے یہ زبردست معیار قائم کرتے ہوئے پورے وثوق سے یہ اعلان فرمایا کہ آپ ہر اس غیر مسلم کو پانچ سو روپیہ کی رقم بطور انعام پیش کرنے کے لئے تیار ہیں جو اپنی مسلمہ مذہبی کتابوں سے ان تعلیمات کے مقابل آدھی بلکہ تہائی تعلیمات بھی پیش کر دے جو آپ اسلام کی مسلمہ و مستند مذہبی کتب سے سچائی کے موضوع پر نکال کر دکھائیں گے۔ خدا کے شیر کی یہ پہلی للکار تھی جسے سن کر پورے ہندوستان میں خاموشی کا عالم طاری ہوگیا اور کسی شخص کو حضرت اقدس کا یہ زبردست چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوسکی۔''

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 118-119)

1877ء کے آخر میں آریہ سماج کے لیڈر نے یہ باطل عقیدہ شائع کیا کہ تمام ارواح بے انت ہیں۔ حضورؑ اسلام کی خدا کے متعلق خوبصورت تعلیم کے برعکس اس توہین کو برداشت نہ کر پائے۔ آپ نے 1878ء کے شروع میں ہی مضامین کا سلسلہ شائع کیا اور یہ چیلنج دیا کہ اگر کوئی یہ ثابت کر دے کہ ارواح بے انت ہیں تو اسے پانچ سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 1-2)

اسلام کی یہ عظیم الشان فتح تھی کہ آریہ سماج کے خلاف اس پہلے چیلنج نے کھلبلی مچا دی اور لاہور کے آریہ سماج سیکرٹری نے اس باطل عقیدہ کو رد کرنے پر مجبور ہوگئے۔ اس کے بعد گویا آریہ سماج اور اسلام کی ایک علمی جنگ شروع ہوئی اور حضورؑ نے مسلسل اسلام کو فتوحات سے سرفراز کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 153-159)

غرض اس دور کی ایسی شاندار خدمات آپؑ نے اسلام کے لئے کیں کہ آج تک غیر از جماعت احباب بھی ان کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ سید حبیب صاحب سابق مدیر سیاست تحریک قادیان کا حوالہ تاریخ احمدیت میں دوست محمد شاہد صاحب نے خاص ذکر کیا ہے۔ انہوں نے حضورؑ کو قبول تو نہیں کیا مگر لکھتے ہیں:

''اس وقت کے آریہ اور مسیحی مبلغ اسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے۔ اِکے دُکے جو عالم دین بھی کہیں موجود تھے۔ وہ ناموس شریعت حقہ کے تحفظ میں مصروف ہوگئے مگر کوئی زیادہ کامیاب نہ ہوا۔ اس وقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اترے۔ اور انہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ اپدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیہ کر لیا...... مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے۔''

(تحریک قادیان مطبوعہ 1933ء مقبول عام پریس لاہور صفحہ 207-210، ماخذ تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 167)

براہین احمدیہ حصہ اول و دوم

1879ء میں آپ کے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ جبکہ ہر مذہب ہر زاویہ سے اسلام پر حملہ آور ہے تو کیوں نہ ایک ایسی کتاب تحریر کی جائے جو دین مصطفی کے دفاع کا لازوال کام کرتی رہے۔ چنانچہ اس تصنیف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ذاتی روحانی تجربات اور صداقت اسلام کے اعلیٰ نشانات پیش کیے اور اسلام کی فضیلت اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور قرآن کریم کی فوقیت مثبت اور دندان شکن دلائل سے پائیدار کی حتیٰ کہ دشمن کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔ اسی کے ساتھ آپ نے یہ چیلنج دیا کہ اگر کوئی اس کتاب کی تمثیل لا سکتا ہے تو لائے۔ ہم اس کو دس ہزار روپیہ کا انعام دینے کو تیار ہیں۔ یہ چیلنج آج تک قائم ہے اور اب تک کوئی مخالف یا معترض نہیں جس نے اس چیلنج کو قبول کیا ہو۔

یہ کتاب جب 1880ء کو شائع ہوئی تو ہندوستان میں شور پڑ گیا۔ تمام مخالفین اسلام عاجز ہوگئے اور اسلام کو بہت دیر بعد ایک فتح عظیم بخشی گئی۔ نیز مسلمان قوم نے اس کتاب کو اسلامی مدافعت کا ایک زبردست شاہکار قرار دیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جن کو اہل حدیث کا سردار بھی مانا جاتا تھا اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں اس کتاب کو اسلامی تاریخ میں ایک خاص اسلامی خدمت قرار دیا۔ چونکہ محمد حسین بٹالوی اس وقت ہند میں ایک اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے اور باعزت عالم دین سمجھے جاتے تھے ان کا یہ تبصرہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں...... اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔''

(اشاعۃ السنہ جلد 7 صفحہ 169-170)

اس کتاب کی شان و شوکت ہر دانشمند پر واضح ہے۔ محمد حسین بٹالوی گو بعد میں حضورؑ کا سخت مخالف ہوگیا مگر اس کی یہ شہادت آج تک تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے۔

براہین احمدیہ حصہ سوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو براہین احمدیہ حصہ اول اور دوم تحریر کیے ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماموریت کا الہام ہوا جس سے اللہ تعالیٰ کی یہ غرض تھی کہ آپؑ جس کام پر لگے ہوئے تھے (یعنی دفاع اسلام) اسی کام کو اب اللہ تعالیٰ کی خاص رہنمائی کے ساتھ سرانجام دیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور دین مصطفی کی تجدید اور آپ ﷺ کی تعظیم اور قرآن کریم کی تفسیر کی ازسرِنو بنیاد رکھیں۔

آپؑ نے انہی دنوں میں براہین احمدیہ حصہ سوم تحریر فرمائی جس میں آپؑ نے ہر طالب حق کو یہ دعوت دی کہ جو اسلام کی سچائی اور زندہ مذہب کے زندہ نشانات کی شہادت کرنا چاہے وہ خلوص نیت سے حضورؑ کے پاس آئے اور ان کی صحبت میں رہے تو ضرور اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور معجزات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''ان شاءاللہ تعالیٰ ہر یک طالب صادق اپنے مطلب کو پائے گا اور ہر یک صاحب بصارت اس دین کی عظمت کو دیکھے گا۔ مگر کون ہمارے سامنے آ کر اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ وہ آسمانی نور ہمارے کسی مخالف میں بھی موجود ہے۔ اور جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور فضیلت اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کیا ہے۔ وہ بھی کوئی روحانی برکت اور آسمانی تائید اپنی شامل حال رکھتا ہے۔ کیا کوئی زمین کے اس سرے سے اس سرے تک ایسا متنفس ہے کہ قرآن شریف کے ان چمکتے ہوئے نوروں کا مقابلہ کر سکے۔ کوئی نہیں ایک بھی نہیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 291-292 حاشیہ در حاشیہ نمبر 1)

یہ آپؑ کی اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ایک مضبوط دلیل تھی مگر کوئی غیر مسلم حق و باطل میں امتیاز کرنے کی غرض سے قادیان نہ آیا۔ یہ آسمانی دعوت حضورؑ نے اپنی ساری حیات مبارکہ میں برقرار رکھی اور بار بار دعوت دی کہ تا اسلام کی صداقت اور اس کی عظمت مخالفین پر کھل جائے اور اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت ہو جائے۔

آئینہ کمالات اسلام

پھر آپؑ نے آئینہ کمالات اسلام تحریر فرمائی۔ اس تصنیف میں حضورؑ نے دفاع اسلام کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ اس کتاب کا پس منظر یہ ہے کہ ایک طرف سے عیسائی پادری اسلام اور بانیٔ اسلام اور قرآن کریم پر بے تحاشا اعتراضات اور الزامات گھڑ رہے تھے۔ دوسری طرف علماء اسلام ایسے مضر عقائد کے حامل تھے کہ عیسائی پادریوں کا کام آسان کر دیتے تھے اور حضرت عیسیٰؑ کی آنحضرت ﷺ پر فضیلت ثابت کر دیتے تھے اور دراصل دشمنان اسلام کی تقویت کا باعث بن رہے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی آئینہ کمالات اسلام کی غرض تالیف یہ تھی کہ اسلام کے محاسن اور خوبصورت تعلیمات کا مزین چہرہ دنیا کے سامنے پیش کریں اور ان

اعتراضات اور الزامات اور غلط فہمیوں کو دور کریں جو دشمنانِ اسلام اور مسلمان قوم میں رائج ہو چکی تھیں۔ آپؑ نے اسلام کی اعلیٰ تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ کی برتری اور فوقیت ثابت کی اور قرآنی حقائق اور زندہ نشانات سے دنیا کو متنبہ کیا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

"اِس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بے دل نہیں ہونا چاہئے کہ اب کیا کریں یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلّت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکرِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دے گا اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے......"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 254-255 حاشیہ)

پیشگوئی مصلح موعود کا اعلان

1886ء میں حضورؑ کو اللہ تعالیٰ نے تحریک فرمائی کہ آپؑ قادیان سے باہر چلہ کشی کریں اور آپؑ نے اس کا ارادہ فرمایا اور الہاماً خبر پاکر ہوشیار پور کا قصد کیا۔ یہاں آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ آپؑ کے بعد آپ کا فرزند اسلام کے تبلیغی اور دفاعی مہمات کو جاری رکھے گا اور اسلام کی تائید و نصرت کا یہ ایک بہت بڑا زندہ نشان تھا۔ یہ پیشگوئی جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے وجود میں پوری ہوئی آج تک اپنی عظمت ظاہر کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ذریعہ سے جماعت کو اس قدر ترقیات بخشیں کہ آج تک جماعت کو اسلام اور بانی اسلام کا دفاع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

فتح اسلام

1890ء کے آخر پر آپؑ نے فتح اسلام تحریر فرمائی جس میں پہلی دفعہ آپؑ نے مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اسی دوران آپؑ پر اللہ تعالیٰ نے وفات مسیحؑ کی حقیقت کو کھول دیا۔ اسلام کی حمایت اور مخالفین پر اتمام حجت کی غرض سے آپ نے فتح اسلام میں ملت اسلامیہ کی اشاعت اور اس کے پُر معارف حقائق کھولنے کے پانچ وسائل بیان کیے۔ آپ علیہ السلام نے امت مسلمہ کو خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا:

"اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحتِ عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام و اشاعتِ نُورِ حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز اُن کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نور نہیں ہونے دوں گا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چپ رہتا.....اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اُس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اس کے دین کی تجدید کرے گا سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا اور اپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور...... آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیاں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔"

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 6-7)

اس کتاب میں آپؑ نے مسلمانوں کو بالخصوص مخاطب کیا کہ تا مسلمان اپنی اصلاح کرتے ہوئے اسلام کو بیرونی اور اندرونی حملوں سے بچائیں اور مخالفین کے سامنے ثابت قدمی سے پیش آتے ہوئے روشن دلائل سے دین کی مدافعت میں لگ جائیں۔

جلسہ اعظم مذاہب اور اسلامی اصول کی فلاسفی

1896ء میں حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے دفاع کے لئے جلسہ اعظم مذاہب کی صورت میں ایک عظیم الشان موقعہ نصیب کیا۔ اس جلسہ کا مقصد یہ تھا کہ سچے مذہب کے کمالات اور خوبیاں ایک عام مجمع میں ظاہر کی جائیں اور اس کے دلائل اور براہین لوگ سمجھ سکیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو اسلام کے دفاع کے لئے پچھلے پندرہ سال سے مساعی کرتے رہے تھے، اس موقعہ کو پُرمسرت کا اظہار کیا۔ اس سے جلسہ کے سامعین کو بھی مختلف مذاہب میں تمیز اور موازنہ کرنے کی توفیق ملی۔ چنانچہ جب جلسہ منعقد کیا گیا اور حضورؑ کا مضمون پڑھا گیا تو انتظامیہ نے جلسہ کے ایام میں ایک اور دن بڑھا دیا تا کہ مضمون مکمل کیا جا سکے۔ لوگوں پر مضمون کا بہت گہرا اثر پڑا۔ ایک اخبار نے لکھا:

"اس جلسہ میں سامعین کو دلی اور خاص دلچسپی مرزا غلام احمدؑ قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی جو اسلام کی حمایت و حفاظت میں ماہر کامل ہیں۔"

(سول اینڈ ملٹری گزٹ ماخذ روحانی خزائن جلد 10 تعارف کتب)

ایک اور اخبار نے لکھا:

"مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب (جیسا کہ مناسب تھا) قرآن شریف سے دیئے اور تمام بڑے بڑے اصول اور فروعاتِ اسلام کو دلائل عقلیہ سے اور براہین فلسفہ کے ساتھ مبرہن اور مزین کیا۔"

(اخبار چودھویں صدی راولپنڈی بمطابق یکم فروری 1897ء ماخذ روحانی خزائن جلد 10 تعارف کتب)

ایک اور اخبار نے لکھا:

"جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلّت و ندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا تعالیٰ کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا۔ بلکہ اُس کو اِس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی سچی فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے۔ بالا ہے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ اختتام مضمون پر حق الامر معاندین کی زبان پر یوں جاری ہو چکا کہ اب اسلام کی حقیقت کھلی اور اسلام کو فتح نصیب ہوئی......اب اس کی مخالفت میں دم زدن کی گنجائش ہے ہی نہیں۔ بلکہ وہ ہمارے فخر و ناز کا موجب ہے اس لئے اِس میں اسلامی شوکت ہے۔ اور اِسی میں اسلامی عظمت اور حق بھی یہی ہے۔"

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب لاہور ماخذ روحانی خزائن جلد 10 تعارف کتب)

بشپ جارج الفریڈ کی شکست اور اسلام کی فتح

مئی 1900ء میں جب بانی اسلام پر ایک بشپ صاحب نے یہ اعتراض کیا اور ساتھ تردید کا چیلنج دیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ گناہگار تھے تو حضورؑ نے نہ صرف اس کی تردید کی بلکہ مضامین کا سلسلہ لکھا جس میں دیگر انبیاء کے بالمقابل آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ و ارفع مقام کی امتیازی حیثیت بیان کی اور انبیاء کے استغفار کرنے کی حقیقت کو کھول دیا۔ آپؑ نے آنحضرت ﷺ کا ہر جہت سے اعلیٰ اور برتر ہونا نمایاں کر دکھایا۔

آپؑ نے بشپ صاحب کو چیلنج بھی دیتے ہوئے فرمایا:

"اگر بشپ صاحب تحقیق حق کے درحقیقت شائق ہیں تو وہ اس مضمون کا اشتہار دے دیں کہ ہم مسلمانوں سے اسی طریق سے بحث کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے کمالات ایمانی و اخلاقی و برکاتی و تاثیراتی و قولی و فعلی و ایمانی و عرفانی و علمی و تقدسی اور طریق معاشرت کے رو سے کون نبی افضل و اعلیٰ ہے۔ اگر وہ ایسا کریں اور کوئی تاریخ مقرر کر کے ہمیں اطلاع دیں تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی شخص تاریخ مقررہ پر ضرور جلسہ قرار دادہ پر حاضر ہو جائے گا ورنہ یہ طریق محض ایک دھوکہ دینے کی راہ ہے جس کا یہی جواب کافی ہے اور اگر وہ قبول کر لیں تو یہ شرط ضروری ہوگی کہ ہمیں پانچ گھنٹہ سے کم وقت نہ دیا جائے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 28)

حضورؑ کا اسلام کے دفاع میں اس عظیم الشان معرکہ کے نتیجہ کا ذکر کرتے ہوئے دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت لکھتے ہیں:

"عیسائیوں کی سرگرمیوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بہت جلد پورے ہندوستان کو زیر نگیں کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ مگر خدا کی قدرت!! انیسویں صدی ختم نہیں ہوئی کہ کاسر صلیب کے ہاتھوں اسلام کو عیسائیت کے مقابل زبردست اور نمایاں فتح حاصل ہوگئی۔ اس معرکہ نے تثلیث

پرستوں کے حوصلے انتہائی پست کر ڈالے اور پھر آج تک کسی بشپ کو جرأت نہ ہوسکی کہ وہ برملا مسلمانوں کو گزشتہ انداز میں بحث کا چیلنج دے سکے بلکہ اس کے برعکس یہ تبدیلی رونما ہوئی کہ دوران گفتگو جوں ہی پادریوں کو معلوم ہوتا کہ ان کا مخاطب کوئی احمدی ہے تو وہ بحث بند کر دیتے اپنا کیمپ اکھاڑ کر دوسری طرف چل دیتے تھے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 95)

جان الیگزینڈر ڈوئی کی پیشگوئی اور چیلنج مباہلہ

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بہت سے دشمنان اسلام کو آپ نے عاجز کر دیا مگر ان میں سے ایک نمایاں اور حضورؑ کی اسلام کے دفاع میں جوش و غیرت کا ایک عظیم الشان نمونہ جان الیگزینڈر ڈوئی کی پیشگوئی اور چیلنج مباہلہ ہے۔ اس واقعہ کے بہت سے پہلو ہیں مگر اختصار سے یہ بیان کرنا کافی ہے کہ ڈوئی اسلام کا سخت دشمن تھا۔ حضورؑ کو خبر پہنچی تو حضورؑ نے اسلام کے دفاع کے لئے ڈوئی کو مباہلہ کا ان الفاظ میں چیلنج دیا:

''ہم ڈوئی صاحب کی خدمت میں بادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں کروڑوں مسلمانوں کے مارنے کی کیا حاجت ہے ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا کہ آیا ڈوئی کا خدا سچا خدا ہے یا ہمارا خدا۔ وہ بات یہ ہے کہ وہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سناویں بلکہ ان میں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھ کر یہ دعا کر دیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے کیونکہ ڈوئی یسوع مسیح کو خدا جانتا ہے مگر میں اس کو ایک بندہ عاجز مگر نبی جانتا ہے۔ اب فیصلہ طلب یہ امر ہے کہ دونوں میں سے سچا کون ہے۔ چاہیے کہ اس دعا کو چھاپ دے اور کم سے کم ہزار آدمی اس پر گواہی لکھے اور جب وہ اخبار شائع ہو کر میرے پاس پہنچے گی تب میں بھی بجواب اس کے یہی دعا کروں گا اور انشاء اللہ ہزار آدمی کی گواہی لکھ دوں گا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ڈوئی کے اس مقابلہ سے اور تمام عیسائیوں کے لئے حق کی شناخت کے لئے ایک راہ نکل آئے گی۔ میں نے ایسی دعا کے لئے سبقت نہیں کی بلکہ ڈوئی نے کی۔ اس سبقت کو دیکھ کر غیور خدا نے میرے اندر یہ جوش پیدا کیا......اگر ڈوئی اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور درحقیقت یسوع مسیح خدا ہے تو یہ فیصلہ ایک ہی آدمی کے مرنے سے ہو جائے گا......ہم اس جواب کے لئے ڈوئی کو تین ماہ تک مہلت دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا سچوں کے ساتھ ہو۔ آمین۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 273-274)

زندہ خدا کی تجلیاں اسلام کی تائید اور دفاع میں حضرت مسیح موعودؑ کے لئے ہمیشہ آتی رہیں اور اس دفعہ بھی اللہ تعالیٰ نے ایک اور بار اپنا نشان دکھایا اور ڈوئی کا تنزل شروع ہو گیا اور وہ حضورؑ کی زندگی میں ہی مر گیا۔ اسلام کے لئے یہ ایک اور فتح عظیم تھی۔ چنانچہ جب حضورؑ کو خبر ملی کہ آپؑ کی پیشگوئی کے مطابق مر گیا ہے تو آپؑ نے ایک اور اشتہار چھپوایا اور فرمایا:

''......(ڈوئی) اسلام کا سخت درجہ پر دشمن تھا اور علاوہ اس کے اُس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا اور حضرت سید النبیین و اصدق الصادقین و خیر المرسلین و امام الطیبین جناب تقدس مآب محمد مصطفیٰ ﷺ کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے آنجناب کو یاد کرتا تھا......اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان (جو فتح عظیم کا موجب ہے) جو تمام دنیا ایشیا اور امریکہ اور یورپ اور ہندوستان کے لئے کھلا کھلا نشان ہوسکتا ہے وہ یہی ڈوئی کے مرنے کا نشان ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 413-419)

پس حضورؑ کی حیات طیبہ میں دین مصطفیٰؐ کی تائید اور دفاعی مہم صرف ہندوستان تک محدود نہ تھی۔ بلکہ ڈوئی کے واقعہ کی اشاعت ساری دنیا میں ہوئی اور اس نظارے کا مشاہدہ ایک عالم نے کیا۔

رسالہ تشحیذ الاذہان کا اجراء

مارچ 1906ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی ادارت میں ایک سہ ماہی رسالہ کا اجراء ہوا جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تشحیذ الاذہان رکھا۔ اس رسالہ کے اغراض میں سے چند قابل ذکر مندرجہ ذیل ہیں:

1. اسلام کا نورانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنا۔
2. اسلام اور خصوصاً سلسلہ احمدیہ پر اعتراضات کا تہذیب کے ساتھ رد کرنا۔

(تشحیذ الاذہان جلد نمبر 1 سرورق 4 ماخذ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 457)

اس رسالہ نے بہت کامیابی دیکھی اور کئی سال اپنے اغراض کو پورا کرتا رہا۔ آج جماعت احمدیہ کے دیگر رسالہ جات انہی اغراض پر قائم ہیں جن میں اردو رسالہ جات الفضل، البدر اور موازنہ مذاہب قابل ذکر ہیں اور انگریزی رسالہ جات الحکم اور ریویو آف ریلیجنز بھی قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے البدر، الحکم اور ریویو آف ریلیجنز کا اجراء حضورؑ کے دست مبارک سے ہوا۔

الغرض حضرت مسیح موعودؑ کی ساری پاک سوانح کا لب لباب دفاع اسلام ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اگر آپؑ کی حیات مبارکہ پر ایک گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ دفاع اسلام ساری زندگی پر محیط تھی۔ آپؑ ہمارے لئے ایک روشن نمونہ ہیں اور آج تک آپ کے خلفاء نے یہ سلسلہ جاری رکھا ہے۔ آج بھی ہم حضورؑ کے مساعی کی برکات و فیوض سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

مگر حضورؑ کا یہ اعلیٰ نمونہ ہم پر ایک عظیم ذمہ داری ڈالتا ہے۔ اب ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم اسلام کے دفاع کا یہ سلسلہ جاری رکھیں تا کہ ہم آپؑ کی جماعت کے حقیقی متبع ٹھہریں۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:

''اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 10-12)

نیز حضورؑ نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اس وقت جو ہم پر قلم کی تلواریں چلائی جاتی ہیں اور اعتراضات کے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنی قوتوں کو بے کار نہ کریں اور خدا کے پاک دین اور اس کے برگزیدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات کے لئے اپنے قلموں کے نیزوں کو تیز کریں۔''

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد 1 صفحہ 213)

پس اب ہمارا کام ہے کہ ہم حضورؑ کے حقیقی جانشین بننے کے لئے حضورؑ کے کام کو جاری رکھیں۔ اس کے لئے بیان کرنا ضروری ہے کہ سلسلہ مدافعت اسلام آپؑ کی زندگی میں ہرگز ختم نہ ہوا بلکہ آپؑ کے خلفاء نے آپؑ کے مذکورہ بالا ارشاد کے مطابق یہ سلسلہ جاری رکھا اور آج جبکہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی پانچویں مظہر کا براہ راست مشاہدہ کر رہے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ کام جاری رکھا ہوا ہے اور آپ ہمیشہ جماعت کو اس طرف توجہ دلاتے بھی رہتے ہیں اور خود بھی ہمارے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے پاک نمونہ پر چلتے ہوئے اعلیٰ مثالیں قائم کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ

(حٰم السجدة: 35)

کہ ایسی چیز سے دفاع کر جو بہترین ہو۔ تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی وہ گویا اچانک ایک جاں نثار دوست بن جائے گا۔ پس بہترین دفاع اسلام کی خوبصورت تعلیم سے، اور اس تعلیم کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے سے ہو گا۔ یہ سب الزامات جو آج اسلام پر لگائے جاتے ہیں اُن کو عملی نمونے کے ساتھ دھونے کے لئے، اس پیغام کو پہنچانا بہت ضروری ہے۔''

(خطبہ جمعہ 16 جون 2006ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 299)

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کے حقیقی سلطان نصیر بننے کی توفیق دے اور ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی توقعات کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

بقیہ: فرمان خلیفہ وقت...... از صفحہ 1

کے علاوہ اکثریت میرے قدموں پر چلے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی اور ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ جو تیرے پیچھے چلنے والے ہوں گے انہیں میں جہنم میں ڈالوں گا۔

لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے بھیجنے کے نظام کو جاری کر کے انسانوں کو نیکیوں کے راستے بھی بتائے۔ ان کو اصلاح کے طریقے بھی بتائے۔ ان کو اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے ذریعہ بھی بتائے۔ یہ بھی واضح کیا کہ شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ وہ ہمدردی کے لبادہ میں تمہیں بہتری اور فائدے نہیں بلکہ برائی اور نقصان کی طرف بلا رہا ہے۔ اور جب وقت آئے گا کہ انسان کا حساب کتاب ہو تو بڑے آرام سے، بڑی ڈھٹائی سے کہہ دے گا کہ مَیں نے تمہیں برائی کی طرف، لالچ کی طرف، گناہوں کے کرنے کی طرف، اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف چلنے کی طرف بلایا تھا۔ لیکن تم تو عقل رکھنے والے انسان تھے۔ تم نے کیوں اپنی عقل استعمال نہیں کی۔ کیوں میری بدیوں کی آواز کو خدا تعالیٰ کی بھلائی اور نیکی کی آواز پر ترجیح دی۔ پس اب اپنے کئے کی سزا بھگتو۔ میرا اب تمہارے سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا مقصد تمہارے سے دشمنی کرنا تھا وہ مَیں نے کر لی۔ اب جہنم کی آگ میں جلو۔ پس اس طرح شیطان انسان سے دشمنی کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 11 مارچ 2016ء بحوالہ الاسلام)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: طاہر محمود۔ قائد ذہانت وصحت جسمانی

سپورٹس ریلی مجلس انصار اللہ ناروے

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ 19 فروری 2022ء کو مجلس انصار اللہ ناروے نے ایک سپورٹس ریلی کا انعقاد کیا۔ چونکہ کرونا کی تمام پابندیاں ختم ہوچکی تھیں اس لئے یہ پروگرام نہایت دلچسپی کا باعث تھا۔ تمام مجالس کے انصار کو زعماء مجالس کے ذریعہ تقریباً ایک ماہ قبل سے ہی اس پروگرام کی تفصیل بتا دی گئی تھی۔ پروگرام کے مطابق سپورٹس ریلی میں بیڈمنٹن، والی بال اور نشانہ بازی کے مقابلہ جات شامل تھے۔ ریلی کے لئے ایک سپورٹس ہال کرائے پرلیا گیا تھا۔ اسی طرح ایک منی بس کا بھی انتظام کیا گیا تھا تا کہ ایسے انصار جو خود ہال تک نہیں پہنچ سکتے تھے، انکو ہال تک پہنچنے میں دشواری نہ ہو۔

پروگرام کا آغاز 11:30 پر مسجد بیت النصر اوسلو ناروے میں صدر مجلس انصار اللہ ناروے کی زیر صدارت ہوا۔ محترم خالد محمود صاحب نے تلاوت کی جس کے بعد صدر مجلس محترم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے انصار اللہ کا عہد دہرایا۔ عہد کے بعد صدر محترم نے ایسے پروگراموں کی افادیت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک صحت مند جسم میں ہی ایک صحت مند دماغ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں جسم اور روح کے تعلق کے بارہ تفصیل سے ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ آنحضور ﷺ کے اس ارشاد ''اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ'' یعنی صحت مند اور توانا مومن کمزور مومن سے بہتر ہے، پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اچھی عبادت کے لئے بھی جسم کا صحت مند ہونا بہت ضروری ہے ورنہ بیمار جسم سے تو عبادات بھی ڈھنگ سے نہیں ہوسکتیں۔ آنحضور ﷺ خود بھی صبح کی سیر، گھڑسواری اور نشانہ بازی میں حصہ لیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ بھی موگریوں سے ورزش کیا کرتے تھے۔ آخر میں صدر مجلس نے بتایا کہ آج کل ''quality of life'' پر زور دیا جاتا ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اپنی صحت کا خیال رکھیں گے۔ ایسے پروگرام جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت میں بھی فائدہ دیتے ہیں۔ یہ نصیحت بھی کی کہ ورزش کو ہم سب کو روزانہ کا معمول بنانا چاہئے۔ اتنی ورزش کہ ہلکا پسینہ آجائے۔

نماز ظہر وعصر باجماعت ادا کی گئیں جسکے بعد مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔

انصار نے مقابلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دیکھنے والوں نے بھی خوب داد دی۔ تواضع کے لئے ہال میں مختلف پھلوں اور مشروبات کا انتظام کیا گیا تھا۔ جنہیں انصار نے بہت پسند کیا۔ مقابلہ جات ختم ہونے پر تمام انصار واپس مسجد بیت النصر میں تشریف لائے۔ جہاں کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کھانے کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔ صدر مجلس نے تمام شاملین کا شکریہ ادا کیا۔ انعامات اجتماع کے موقع پر دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ یوں یہ نہایت مفید پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

انسانوں کو بدلنا ہمارا کام نہیں، ہمارا کام تو اچھی بات پہنچانا اور اچھا عمل کیسے کرتے ہیں، یہ کر کے دکھانا ہے۔ ہر پھول کی طرح ہر انسان میں بھی اپنی ایک خوبصورتی اور مہک ہوتی ہے جسے صرف اپنی پسند کے حساب سے محسوس کیا جاسکتا ہے۔ ہر پھول ہر ایک کے لئے نہیں ہوتا اور نہ ہی اپنی مرضی کے مطابق تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ صرف مسلا جاسکتا ہے یا توڑ کر مرجھانے کے لئے چھوڑا جاسکتا ہے۔

(کاشف احمد)

طلوع وغروب آفتاب

24مارچ2022ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:05	18:33
مدینہ منورہ	05:04	18:34
قادیان	05:06	18:42
ربوہ	04:46	18:22
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:27	18:22

فقہی کارنر

جانور کو ذبح کرنا ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

ایسا جانور جو گردن پر تلوار مار کر مارا گیا ہو یا دم گھونٹ کر مارا گیا ہو کھانا جائز نہیں۔ قرآن کریم منع کرتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ سے جب ولایت جانے والوں نے پوچھا تو آپ نے منع فرمایا۔ پس اسے استعمال نہ کریں۔ ہاں اگر یہودی یا عیسائی گلے کی طرف سے ذبح کریں وہ بہر حال جائز ہے خواہ تکبیر سے کریں یا نہ کریں۔ آپ بسم اللہ کہہ کر اسے کھالیں۔

(الفضل ستمبر 1915ء صفحہ 4)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)